

بَارِئُ الْعِلْمَيْنِ

بَارِئُ الْعِلْمَيْنِ

واعظ بطعن بادہ ہرستان زبان کشاد

بارب تولی ہنہ من از شر آن سفید

بقیضان مرشد کامل خواجہ ملت حضرت علامہ خواجہ غلام نظام الدین تونسوی



غزالی بیان نامی درو سلطان بطعن بادہ ہرستان زبان کشاد

بقیضان مرشد کامل خواجہ ملت حضرت علامہ خواجہ غلام نظام الدین تونسوی

مرکز انجمن غلامان نظام ملتان شریف



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

منج سماع و لغت نے مے کند فقیہہ
بیچارہ پے نہ برد بہ ستر لغت و فیہ

بیچ الاول ۱۳۹۲ھ

(عارف جامی نقشبندی)

تلیغ

کتاب مستطاب

مزيلة النزاع

الموسومة

انبار الیوم

(مسند سماع و قوالی کے بارہ میں قول فیصل)

ان تیرکات

منظہر حضرت امام اہلسنت غزالی زماں
رازی دوران محقق اعظم حضرت علامہ الیوم
شاحب صاحب برکاتہم العالیہ
محمد سعید صاحب کاظمی دامتہ

ہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ الوار العلوم حیدرآباد دکن شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہار

ناشر: مرکزی انجمن غلامان نظم ملتان

۲
۵
حیست پیدا فی صالتے چنگ و عود
انت حسی انت کافی یا وود
(عارف جامی نقشبندی)

نام کتاب :- مزینۃ النزاع الموسومہ اثبات السماء
مصنف :- غزالی زمان حضرت علامہ ابوالنجم سید احمد سعید شاہ صاحب
دائرت برکاتہم العالیہ

کتابت :- حافظ محمد اقبال خان احسن نظامی و محمد یوسف جاوید ملتان

سال تصنیف :- رجب المرجب ۱۳۵۷ھ

عام طباعت :- ربیع الاول شریف ۱۳۹۴ھ

تعداد :- ایک ہزار

ناشر :- مرکزی انجمن علماء مان نظام ملتان

قیمت :- ایک روپیہ

بار دوم



ثَبُتِ اسْتِ بَعْرِدَةِ عَالِمِ دَوَامِ مَا!

مُصَنِّعِ اسْلَامِ حَضْرَتِ عَلَامَةِ السَّيِّدِ اَحْمَدِ سَعِيْدِ شَاهِ صَاحِبِ الْكَافِي دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَةُ
 كِي شَخْصِيَّتِ مَحْتَارِجِ تَعَارُفِ نَهْمِيں آپ كَا شَمَارُ بَرِ صُغِيرِ مَبْدُ وِ پَاكِ كِي اُن كُنِي چُنِي رُوشَن
 دِمَاغِ عِلْمِ رَاسِخَتِ مِيں هُوتَا هِي جِن كُو بَحَا طُورِ پَرِ اَسْمَانِ عِلْمِ وَ فَضْلِ كَا يَتَرْتَابَاں كِهَا جَا
 سَكُتَا هِي ۱۰ اَدِل دَانَشِ وَا رِ بَابِ بَصِيرَتِ آيِي كُو غَزَالِي زَبَانِ اُو رِ مُحَقِّقِ اعْظَمِ كِي حُسَيْنِ
 الْقَابُولِ سِي يَاو كُرتِي هِيں ۱۹۱۳ء كَا سَالِ كِس قَدَرِ بَا بَرَكَتِ تَهَا جَبِ اَمْرُو هِي
 نَوَاجِ مَرادِ اَبَادِ مِيں حَضْرَتِ عَلَامَةِ سَيِّدِ مَحْتَارِ اَحْمَدِ الْكَافِي كِي دَوْلَتَكُو مِيں آپ
 رُونِ اَفْرُوزِ هُوتِي. مَعْصُومِ چِهَرِ اَدَاتِيں سَادِه كِي خَبَرِ تَقِي كِه سَادَاتِ
 الْكَافِي كَا يِه سَادِه رُوشَن بِيچِي آگِي جَل كَرِ مُسْلِمَانِ پَاكِ دِهَنْدِ كِي لِي فَرِشَتِ
 رَحْمَتِ بِنِ كَرَامَتِ مَسِيرِ سِي مُحَدَّثِ اعْظَمِ كَا خَرَايجِ تَحْقِيں حَاصِلِ كَرِ جَا.

اِيں بَرَادَرِ اعْظَمِ حَضْرَتِ عَلَامَةِ سَيِّدِ خَلِيلِ اَحْمَدِ الْكَافِي سِي مَدَرِ مُحَمَّدِي حَنْفِيَّةِ
 مِيں دِي نِي تَعْلِيمِ كَا اَفَا زَكِيَا عِلْمِ دِيْنِ سِي وَالِهَانِ شُوقِ تُو مَوْرُو تِي تَهَا اِس پِي خُداوَارِ
 ذِهَانَتِ وَ بَلَاكِي حَافِظِي سُونِي پِي سِهَاكِ كَا كَامِ كِيَا ۱۶ بَرَسِ كِي چُھُو تِي سِي عَمْرِ
 مِيں تَمَامِ عِلْمِ وَ فَنُونِ كِي تَكْمِيلِ كَرِي مَعْصَرِ عِلْمَارِ پَرِ اِيں عَلِي دَبْدِبِي كِي دِھَاكِ بَهْكَادِي
 كِي عَرَصِي مَذْكُورِي مِيں تَدْرِيْسِي خِدْمَاتِ اِنْجَامِ دِيْتِي هُوتِي مَعْاصِرِيں سِي اِيں عَلِي
 عَظَمَتِ كَا لُؤْلُؤِ مَنُوَا يَا اُو رِ اِيں آپ كُو خِدْمَتِ دِيْنِ كِي لِي وَقْفِ كَرِ دِيَا. خِدْمَتِ اِسْلَامِ
 كَا يِهِي مَبَارَكِ جَزْبِي آپ كُو مَاهِ نُوْمَبَرِ ۹۳۵ء مِيں مَدِينَتِ اَلَا وِلْيَارِ مَلْتَانِ كِيچِي لَا يَا اِيكِي

حداد علمی قابلیت دل موہ خطابت نے سوتے سوتے سنیوں میں بیداری کی روح
 پھونک دی عوام اہلسنت کے بچہ صراط پر ۱۳۶۶ھ میں آپ نے مدرسہ انوار العلوم
 کی بنیاد رکھی مدرسہ کے پہلے سائنس جلسہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے تحت جگر مفتی اعظم
 ہند حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں قادری حضرت محدث کچھوچھوئی حضرت پیر
 صاحب بھرچوڑوی خواجہ مدت حضرت الشاہ نظام الحق تونسوی کی تشریف آوری نے
 مدرسہ کو چار چاند لگا دیے۔ المنتہ اللہ آج آپ کے انوار علوم کے انوار سے پورا
 ملک منور ہو چکا ہے آپ کی سرپرستی میں سینکڑوں مدارس عربیہ کی خدمت میں مقرر
 ہیں اور ہزاروں علماء اہلسنت آپ کی قیادت میں تحریری و تبلیغی محاذ پر تحریک اسلامی
 کے لئے کام کر رہے ہیں بحمد اللہ در تمام اوصاف جو ایک مصلح کے لئے ناگزیر ہوتے ہیں
 آپ میں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ گولڑہ شریف کے فیضیاب
 حضرت علامہ مہر علی چشتی آپ کی عظیم شخصیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں !
 اجمع الله فيه ودائع الجمال من قوة الحافظة ودقة النظر والاستبصار المدهش
 في علوم الرواية والدراية والاستحضار المتخير وليس تحتها ادمير السماع اوسع منه
 علم في هذا العصر فيما نعلم قرا ندر سنة وكلاما وبلاغة وفقها وادبا وتاريخا ولا
 اجمع منه ورعا وزهدا وذا قوة ذهن وبديهة مطاوعة وسلامة ذوق ووقارا
 ومتانة لم تر العيون مثله اذ ايتكم ^{بتكلم} بكلام محزل فصيح موجزا ولما يستزاد فهو
 بحر لا ساحل له ما رأينا اعلم منه في هذا العصر في جميع العلوم ولا يبلغ منه في
 القنون باسرها ولا احضر منه جوائبا وايد الله انه اكل الانسان في هذا العصر علما
 وخلقوا شرفا الى آخره

حضرت علامہ کاظمی صاحب مدظلہ جہاں براہین و خطابت کے بادشاہ ہیں وہاں آپ قلم کے دھنی اور تصنیف و تالیف کے میدان میں نمایاں مقام کے مالک ہیں اسلام کے بہترین موضوعات پر آپ کی مفید تصانیف میں سے درج ذیل قابل ذکر ہیں۔

معراج النبی، اسلام اور اشتراکیت، تسکین الخواطر، میلاد النبیؐ، الحق المبین، اسلام اور عیسائیت، فلسفہ قرہانی، مزیلۃ الفسارح، مؤخر الذکر رسالہ آپ نے ۱۳۵۷ھ میں تحریر فرمایا تھا جو اب بالکل ناپید ہو چکا تھا خدا بھلا کرے ہمدرد اہلسنت جناب الحاج خواجہ مظفر محمود صاحب چشتی کا جنہوں نے اس قدر نایاب کو منظر عام پر لانے کے لئے علم دوستی کا ثبوت دیا اس سلسلہ میں ہم حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب چشتی مولانا ممتاز احمد صاحب چشتی مولانا غلام فرید نظامی کے بھی تہہ دل سے ممنون ہیں جن کی رہنمائی ہمارے کام آتی۔

شیخ نظامی

تصانیف حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، مفتی احمد یار خاں، مولانا ابوالنور کوٹلیوی، علامہ بھیردی، مصنف انبات السامع حضرت علامہ کاظمی و دیگر نام علمائے اہلسنت کی تصانیف خریدنے کے لئے

کتاب خانہ حاجی مشتاق احمد
اندر ون بوٹریٹ
ملتان کو یاد رکھیے

انتساب

ناظرین کرام!

میری یہ تحقیق انیق چونکہ سیدی، مولاتی و شجی و مرشدی
ادام الشہر کا تہم العالیہ کی غلامی کا صدقہ اور حضور اقدس ہی کے بحر کرم
کا قطرہ ہے۔ اس لئے میں اپنی ناچیز تالیف کو اپنے آقا و مولیٰ بلحا و باوی
سراج العارفین مصباح المقربین قدوة السالکین زبدة الصالحین شیخ الشیوخ
سید السادات سیدی و سندھی و مرشدی و مولاتی حضرت مولانا الحاج
الحاج خواجہ سید علی احمد صاحب نفیر عالم چشتی صابری قادری دامت
برکاتہم العالیہ کے نام نامی و اسم گرامی کے ساتھ منسوب و معنون کرنے کا
شرف حاصل کرتا ہوں تاکہ
اس انتساب مقدس کی برکت سے یہ مختصر نافع خلاص ہو

آمین

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
ناکارہ خلاص

نفیر حقیر سید احمد سعید الکاملی الامر وہوی عفی اللہ عنہ ذی الجلال و العزہ
مقیم غنان محسنہ قدیر آباد - یکم رجب المرجب ۱۳۵۶ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وكفى والصلاة والسلام على عباده الذين الصطفى
أما بعد!

برادران اسلام و زندگان حضرت خیر الانام علیہ التیمۃ والسلام کی خدمت
میں عرض ہے کہ مسئلہ غنائیں اگرچہ متقدمین سے اختلاف پیدا آتا ہے لیکن
ان کا اختلاف بوجہ مبنی برحقانیت ہونے کے اختلاف اقصی رحمة
کامصدق تھا ہمارا اختلاف خواہشات و نغیبات پر مبنی ہونے کی وجہ سے
موجب حیران و خذلان و باعث حجاب محبوب حقیقی ہے۔ رب کریم ہمیں
توفیق عطا فرماتے کہ ایسے اختلافات سے محفوظ و مامون رہیں۔ (آمین)
میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میری یہ تحریر یا اس اختلاف کو یکسر مٹا دیگی لیکن
اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر تعصب کو بالائے طاق رکھ کر بنظر انصاف میرے اسی
مضمون کو دیکھا جائے تو انشاء اللہ العلی العظیم ثم شاعر سواد الروف الرحیم علیہ علی
آلہ الصلوٰۃ والسلام) جملہ شکوک و شبہات بجائے خود رفع ہو جائیں گے۔ اور
مجال انکار باقی نہ رہے گی۔

اس مختصر کو چار مباحث پر منقسم کرتا ہوں پہلی بحث کتاب اللہ میں مری
سنت رسول اللہ میں (صلی اللہ علیہ وسلم) تیسری بحث قیاس آئمہ و مجتہدین و
اقوال فقہ احناف میں چوتھی بحث اقوال مشائخ کبار میں اس کے
بعد خلاصۃ الکلام کے عنوان سے ایک تہہ ملحق کیا جائے گا جس میں تمام
بحثوں کا لب لباب اور نتیجہ مذکور ہو گا
فالان اشروطہ بالتوفیق وهو لنا حنیف رفیقہ

پہلی بحث کتاب اللہ میں

اعترض

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَتَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ (سورة لقمن پل رکوع ۱۱)

ترجمہ اور بعض لوگوں میں سے وہ ہے جو خریدتا ہے لہو حدیث (لغو باتوں) کو تاکہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کرے اور اس کو محول کی ہوتی چیز بتاتے۔ ایسے لوگوں کے واسطے نہایت ذلت خواری کا عذاب ہے۔

مفسرین کرام نے اس آیت سے حرمتِ غنا ثابت کی ہے۔ نیز بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی اسی طرح منقول ہے لہذا ثابت ہوا کہ غنا حرام ہے

نظام الدین عثمان
جلد خود بھی لاء خریدار بنے اور احباب کو بھی توجہ دلائیے۔
چند عام بدوش رہے۔ اچھے بدکردار نظامیان انشا روڈ ملک تارے

جواب ۱۔ اس آیت سے مطلق غنا کو حرام ثابت کرنا سخت لاعلمی اور جہالت ہے
 حدیث شریف میں وارد ہے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یتغنا بالقرآن واد بخارجہ شکوۃ
 صلاۃ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے قرآن کے ساتھ غنا نہ کیا وہ ہم میں
 سے نہیں نیز دوسری حدیث میں وارد ہے عن عائشۃ رضی اللہ عنہا
 قالت کانت عندی جاریۃ من الانصار زوجتھا فقال رسول اللہ
 علیہ السلام یا عائشۃ لا تغنین فان هذا لھی من الانصار
 یحبون الغنا مشکوٰۃ ص ۲۴۲ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک
 جاریہ تھی انصار سے میں نے اس کا نکاح کر لیا تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا تم
 غنا نہیں کرتی یعنی گاتی نہیں انصار کا یہ قبیحہ تو غنا کو بہت پسند کرتا ہے
 پس ثابت ہوا کہ مطلق غنا حرام نہیں۔ رہا یہ شبہ کہ مفتقرین نے اسی جہل
 لہو الحدیث سے غنا مراد لیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ غنا غنا مذموم
 ہے جو فسق و فجور پیدا کرے اور لہو عجب کیلئے ہو مفسرین کے نزدیک غنا مہو فیما
 سرا د نہیں۔

جواب ۲۔ اس آیت کی شان نزول تفاسیر میں اس طرح مرقوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم لوگوں کو دعوت الی الحق فرماتے تھے اور حضرت آدم و نوح و ابراہیم علیہم السلام و سلیمان بن
 داؤد و یوسف بن یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قصائص سناتے تھے اور جنگاں خدا کو تہر غصب
 الہی سے خوف دلانے کیلئے قوم عاد، ثمود، شداد، نمرود، نمرحون، و ہامان کے واقعات بیان
 فرمایا کرتے تھے۔ مکہ معظمہ میں ایک شخص نمر بن حارث رہتا تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت
 دشمن تھا اس نے آپ کی بیٹی کا نیابی کو دیکھ کر اس راہ میں رکاوٹ پیدا کرنی چاہی اور فارس تپا

گیا وہاں سے خشا بان فارس کے جھوٹے اور لغو واقعات خرید لایا اور مکہ میں آکر لوگوں کو بہرام گور
 اسفندیار رستم و سہراب و شیر کے لایعنی اور مہمل قفے سننے شروع کر دیئے، لوگوں کو رغبت اسلام
 کم ہونے لگی اور اس کی طرف میلان شروع ہوا حتیٰ کہ اس کے گرد ابنوہ کثیر جمع ہو جاتا اور حضور اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجر چند مومنین مخلصین کے عامۃ الناس نہ کتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے
 اس خبیث کی مذمت فرمائی اور یہ آیت نازل فرمائی کہ جو شخص ایسے غلط گفتوں کو اس لیے خرید
 لایا کہ مخلوق الہی کو اس کے رستے سے گمراہ کرے ہم نے اُس کے واسطے سخت ذلت مخدٰی
 کا عذاب تیار کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہاں اس ابو حدیث کی ممانعت کی گئی ہے، جو لوگوں
 کو اللہ کے رستے سے گمراہ کرے جیسا کہ لیضل عن سبیل اللہ اس پر شاہد ہے تو اگر بالفرض
 یہاں ابو الحدیث غلامِ مراد ہو تو وہ ہی غلامِ مراد ہو سکتی ہے جو کہ لوگوں کو راہِ ہدایت گمراہ کر دیتی ہے
 ایسی غنا کو ہم بھی حرام کہتے ہیں۔ صوفیاء کرام کی غنائیں گمراہی نہیں پائی جاتی بلکہ اس سے رقت
 قلب پیدا ہوتی ہے، اور عشق الہی بڑھتا ہے۔ لہذا مطلق غنا کی حرمت ثابت نہ ہوئی۔

جواب نمبر ۳: اس آیت میں ابو الحدیث نہ لایا ہو کھیل کو کہتے ہیں اور حدیث بات
 کو اور شرعاً نہ مطلقاً کہہ رہے نہ بات، تیر اندازی، گھوڑوں کا دوڑانا، کشتی رونا اور جملع کرنا، یہ
 سب ابو کے اقراء ہیں، مگر یہ سب شرعاً ناجائز ہیں قرآن حدیث سب کلام اور باتوں پر مشتمل اور
 حدیث میں داخل ہے، مگر کس مسلمان کے نزدیک لغو ذبا اللہ منہا قرآن و حدیث کی باتیں ناجائز
 ہوں گی پس معلوم ہوا کہ نہ ہر حدیث ناجائز نہ ہر ابو حرام، اس لئے آیت کریمہ میں مطلق ابو حدیث
 کی ممانعت نہیں بلکہ وہی ابو حدیث جو اگلی قید لیضل عن سبیل اللہ سے مقید مراد ہے اور اس کی
 حرمت میں کسی کو کلام نہیں۔

جواب نمبر ۴: ابو الحدیث سے اگر غلامِ مراد لی جائے تو اس میں اس طرح کلام جاری ہوگا،

اس لئے کہ غنا کے معنی گانے کے ہیں اور اس کے بعض افراد بالاتفاق جائز ہیں مثلاً حسن صوت المغان
 داد و علیہ السلام پرندوں کی خوش آواز کی یہ تینوں چیزیں غنا ہیں مگر ان کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں
 اسی واسطے حدیث میں وارد ہوا۔ لیس منامن لم تیغ بالفران (رواہ بخاری)
 جس نے قرآن کے ساتھ غنا نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں پس ثابت ہوا کہ مطلق غنا کسی طرح حرام نہیں
 ہو سکتی۔

جواب نمبر ۵: ہواحدیث کی دلالت غنا کے مفہوم پر قطعی نہیں بلکہ شان نزول جو تحریر کی گئی ہے
 اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ ہواحدیث سے شاہان فارس کے غلط قہقے مراد ہیں۔ پس لفظ
 کی دلالت اپنے معنی پر چونکہ قطعی نہیں اس لئے حرمت قطعیہ ثابت نہ ہوئی بلکہ آیت کریمہ میں
 اگر جملے ہواحدیث کے معنی غنا بھی ہوتا تب بھی مطلق غنا کی حرمت ثابت نہ ہوئی اس لئے کہ
 آگے فیصل عن سبیلہ کی قید موجود ہے جو اس کو خاص کر رہی ہے۔ نیز احادیث میں جواز غنا کا ثابت
 ہونا بھی اس امر کے معارض ہے۔ پس غنا سے بھی بعض افراد کو مخصوص کرنا پڑتا ہے ظاہر ہے کہ عام
 مخصوص بعض قطعی نہیں ہوتا بہر حال اس دلیل سے نہ حرمت قطعیہ ثابت ہوئی نہ مطلقاً غنا حرام ہوئی (واللہ اعلم)

جواب نمبر ۶: اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں بشری ہواحدیث فرمایا اس کے معنی میں خرید لانا
 ہے لغویاتوں کو اور ظاہر ہے کہ جو شے موجود مرئی اور مال شرعی نہ ہو اس کی خرید و فروخت
 کسی طرح معتول و مقصود نہیں ہو سکتی پس اگر ہواحدیث سے غنا مراد ہو تو وہ چونکہ صرف آواز
 ہی آواز ہے نہ کوئی شے موجود نہ مال شرعی اس لئے اس کا خریدنا کسی طرح ممکن نہیں ہذا تسلیم کرنا
 پڑے گا کہ فقہین عارث جو غلط اور مجھوٹے قہقے شاہان فارس کے خرید لایا تھا وہی مراد ہیں
 وہاں خریدنا بھی صادق آتا ہے اور ہواحدیث یعنی لغویاتیں بھی موجود ہیں پس ہواحدیث سے غنا
 مراد لینا الفاظ قرآن سے بہت بعید ہے۔ اگر غنا سے مراد آلات غنا ہے تو یہ قول اس لئے

باطل ہو گا کہ لغت عرب میں ہوا الحدیث کسی باجہ کا نام نہیں اصل یہ ہے کہ ہوا الحدیث سے وہ باتیں مراد ہیں جو موجب خطرات و باعث غرابت ہیں۔ جب کسی بات میں گمراہی نہ ہو تو وہ ہوا الحدیث میں داخل ہو کر منہی عنہ نہیں ہو سکتی اس لئے کہ علت ہنی و موجب حرمت خطرات و گمراہی ہے۔ جب وہ مرتفع ہوں تو حکم بھی جاتا رہا۔

جواب نمبر ۷: حرمت قطعہ بغیر ہنی قطعہ کے ثابت نہیں ہوتی اور ہنی کی تعریف کتب اصول میں اس طرح لکھی ہے کہ النہی هو قول القائل لغيره على سبيل الاستعلام لا تفعل ہنی وہ قول ہے قائل کا اپنے غیر کے لئے حکم کہ مت کر اور ہنی کا صیغہ مہنیہ شرعیہ میں جمع کے ساتھ نازل ہوا۔ یہاں جب ہنی کا صیغہ سرے سے ہی نہیں تو جمع یا مفرد ہونا کیسا بہر حال آیت کریمہ میں چونکہ غار کی ممانعت میں ہنی کا صیغہ وارد نہیں ہوا اس لئے اس کو حرام کہنا اور حرمت قطعہ کا دعویٰ باطل ہے۔

جواب نمبر ۸: مفسرین کرام نے لکھا ہوا الحدیث میں بہت اختلاف کیا اور ہر ایک نے اپنی اپنی تحقیق کے موافق معانی لکھے، تفسیر عرائس البیان میں ہے کہ ہوا الحدیث سے مراد علم فلسفہ، علم طبعی، علم ریاضی، علم کیمیا، علم فنون ہیں اور یہ علوم ہوا الحدیث اس لئے ہیں کہ خیر سے روکتے ہیں تفسیر حسینی میں لکھا ہے سخن بازی و سخن فریب و ہندہ و مشغول کنندہ یعنی اختیار کنندہ فساد ہے اعتبار تفسیر بفیادی میں لکھا ہے کہ ہوا الحدیث وہ باتیں ہیں جو خیر سے غافل کریں جیسے بے اصل باتیں اور بے اعتبار افسون اور ہنسلنے والی باتیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس اپنی تفسیر عباسی میں فرماتے ہیں کہ ہوا الحدیث باطل باتیں ہیں اور کتب افسون و نجوم و حساب و کوسیقی ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ ہوا حدیث سے شرک مراد ہے۔ ابن قتادہ و ابن ہمام مکی نے فرمایا کہ ہوا الحدیث ہر وہ بات ہے جو خیر سے روکے اور

اسی قول پر اگر مفسرین کا اتفاق ہے جب کہ ہر ائمہ میں متفقہ احتمال پلے گئے تو وہ اپنے مفہوم پر تصدی بالعدالة نہ رہا اور حرمت قطعیہ کے لئے تصدی بالثبوت والعدالة کی ضرورت ہے۔ لہذا اس آیت کریمہ غنا کی حرمت ثابت نہ ہوں۔ واللہ اعلم

الغرض: قال الله تعالى واستغفر من استطعت منهم بصوتك (بنی اسرائیل ۲۰)۔ تو ان میں سے جسے چاہئے آواز سے گمراہ کر، مفسرین کو اس آیت میں صوت شیطان سے غنا مراد لی ہے اس لئے کہ اس کے سننے سے گمراہی حاصل ہوتی ہے۔
جواب: اس آیت میں بالغرض غنا مراد ہو تو بدلیل استغفر من استطعت (گمراہ کرتا) وہی غنا ہوگا

جو موجب ضلالت ہو، اسے ہم بھی ناجائز کہتے ہیں۔ اور اگر کسی مفسر نے اس آیت میں صوت ابلیس کی تفسیر غنا کے ساتھ کی ہے تو اس سے وہی غنا حرم موجب فسق و فجور مراد ہے نہ مطلق غنا، اس آیت میں بصوتک ہے جس کے معنی ہیں (اے شیطان تیری آواز) تو غنا حقیقاً شیطان کی آواز نہیں ہوتی بلکہ وہ انسان کے منہ سے نکلتی ہے اور انسان ہی کی آواز ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ انسان کے منہ سے اچھی اور بُری دونوں قسم کی آوازیں نکلتی ہیں مشدّد تندرست قرآن اذکار خیر و منیر اچھی آوازیں ہیں اور فحش گوئی بدکلامی اذکار شراب بُری آوازیں ہیں، بُری آوازیں شیطان کی طرف منسوب ہوں گی اور اچھی آوازیں رحمن کی طرف، جیسا کہ فرمایا ما اصابك حسنة فمن الله۔ یہاں حسنة نکرہ ہے جو تمام اچھائیوں اور بھلائیوں کو شامل ہے پس صوت حسن یقیناً اللہ کی طرف منسوب ہوگی، اور ظاہر ہے کہ صوت رحمن کا خاصہ ہدایت اور صوت شیطان کا خاصہ ضلالت ہے، اور مستقر قاعدہ ہے کہ ایک

شے کا خاصہ دوسری شے میں جو اُس کے مقابل ہو نہیں پایا جاتا، پس صوت رحمن میں کبھی گمراہی نہیں آسکتی اور صوت شیطان میں کبھی ہدایت نہیں آسکتی، پس جن حضرات کو غنا سے

معاذ اللہ! کی طرف سے ہدایت اور رقت قلب سوز و گداز مشی الہی پیدا ہوا ان کے لئے غنا صوت شیطان ہوئے
 بیک صوت رحمن ہوئی ہذا حکم آیت میں داخل نہ ہوئی نیز ہر آواز سے ہدایت یا مضلالت کا اثر بعد الوقوع
 مرزب ہر گاہ جب آواز منہ سے نکلی ہی نہیں تو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ اس منہ سے جو آواز نکلے گی وہ جو
 نجات ہوگی یا باعث ہدایت پس قبل الوقوع چونکہ خطرات کا معین نہیں اس لئے حرمت کا حکم
 لگانا باطل ہے۔ حکم ہمیشہ علت پر دائر ہوتا ہے، اور علت کا وجود اگر ہو تو بعد الوقوع محقق ہوگا۔ پس
 ہرگز نہ ثابت ہوا حکم صوت شیطان کا غنا پر قبل الوقوع اور وجود علت سے قبل اس پر حرمت کا
 حکم لگانا باطل ہوا (مدر اللہ الخ)

جواب نمبر ۲: اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ عِبَادِيَ لَيْسَ كُلِّهِمُ
 السَّكَّانُ۔ اے شیطان لعین تو جس قدر چاہے زور لگائے خواہ اپنی آواز سے بہکانے کی کوشش
 کہے یا دیگر تدابیر سے ان کو گمراہ کرنا چاہے لیکن میرے خاص محبوب برگزیدہ بندوں پر تجھے کبھی
 غلبہ حاصل نہیں ہو سکے گا۔ اگر غنا صوت شیطان بھی ہو تو شیطان کا غلبہ محبوبین باری تعالیٰ پر محال ہے اگر
 وہ غنا بھی سنیں تب بھی گمراہ نہ ہوں گے ورنہ خدا تعالیٰ کا وعدہ باطل ہو جاتے گا۔ جو لوگ غنا سن کر
 گمراہ ہو جاتے ہیں وہ اللہ کے مومن بندے نہیں، مومن بندوں پر تو شیطان کبھی غلبہ پا ہی نہیں
 سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ صوفیائے کرام غنا سننے سے گمراہ نہیں ہوتے۔ مولانا رحمہ اللہ علیہ غائباً اسی
 حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے

ہر چہ گیر و علتی علت شود — کفر گیر و کارل علت شود،

یعنی جس چیز کو بھی قیاس ہے وہ علت ہو جاتی ہے اور مرد کامل اگر بظاہر کفر بھی اختیار کرے تو وہ بھی

دین ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں اِنَّا الْمُؤْمِنُونَ الذِّمَّةُ اَفْلَاکُ
 اللہ وجبت قلوبہم مومن وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر ہو تو اس کے دل ڈرتے

ہیں اور غوث ہی سے حرکت کرنے لگتے ہیں اور کچھ ہیں نیز منظر واذا سمعوا منزل الی الرسول
 ستری انہم لفیض من الدمعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت جو کلام نازل ہو رہے ہے۔
 جب وہ اس کو سنتے ہیں تو آپ ان کی آنکھوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آنسو سے بہتی ہوئی ہیں اس چیز سے کہ
 انہوں نے حق کو پہچانا نیز فرمایا قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فبشر عباد الذین لیستمعون
 القول فیتبعون احسنہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری
 سنا دیجئے جس قول کو سنتے ہیں۔ انہیں کے احسن کی اتباع کرتے ہیں نیز ارشاد فرمایا۔ اللہ
 نزل احسن الحدیث کما بامتناہا لقشعر من جلود والذین یغشون دہم
 اللہ تعالیٰ نے بہت اچھا کلام یعنی یہ کتاب تماری جس کی باتیں ایک دوسرے ملتی جلتی ہیں اور ایک ہی
 بات سمجھانے کے لئے بار بار دہرائی گئی ہیں۔ اس کتاب کی تاثیر یہ ہے کہ جو لوگ اپنے پروردگار سے
 ڈرتے ہیں ان کے بدن کانپ کھٹکتے ہیں پھر ان کی کھالیں یعنی جسد اور اہل اللہ کی یاد کی عزت
 راجب ہوتے ہیں۔ ان آیات عیبات میں آواز رحمانی کی صفت بیان فرمائی کہ اہل اللہ کے قلوب
 آیات الہی یعنی اصوت رحمن کو سُن کر خوف زدہ اور رشت پذیر ہوتے ہیں ان کے بدن کے دھڑکنے
 خوف الہی سے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ذکر اللہ کی عزت مائل ہوتے ہیں پس یہ تمام صفات اگر
 صوفیائے کرام پر غنا سے طاری ہو جائیں تو وہ غنا ان کے لئے آواز رحمان سے مشابہ ہوگی اور یہ
 حقیقت ہے کہ حضرات صوفیاء پر یہی حالت طاری ہو جاتی ہے تو جو آواز اپنے صفات اثبات
 میں آواز رحمن سے مشابہ ہو وہ کیونکہ صوت شیطان ہو سکتی ہے اذ کس طرح اس کو حرام کہا جاسکتا ہے۔
 الغرض صوت شیطان وہی آواز ہے جس میں خاصۃ فسادات ہو لیکن جس میں ہدایت اور صفات مذکور
 پائی جاتیں وہ کبھی صوت شیطان نہیں اس کو حرام کہنا سخت لاعلمی کی دلیل ہے پس اگر نبی عجل کی کسی
 آیت سے مطلق غنا کی حرمت ثابت نہ ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔
 دو تیسری بحث ہے سنت رسول کا اہل و انصار صحابہ میں

اعتراف: عن ابن مسعود قال الفناء ينبت النفاق في قلبكما
ينبت الماء البقل ثابت ہوا غنا مطلق عام ہے۔

جواب: حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الماء طہور
لا ینجس شئی ترکیا اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ ہر پانی کی صفت یہ ہے کہ وہ نجاست کے
غصے ناپاک نہیں ہوتا یہ معنی تو بالکل خلاف شریعت ہے۔ معلوم ہوا الماء سے خاص پانی مراد
ہے جیسا کہ محدثین نے تصریح کی ہے کہ اس سے بے ریاضاتہ مراد ہے جو چشمہ دار گنواں تھا اور
اس کا حکم مارہ جاری کا حکم تھا پس جس طرح اس حدیث میں الماء سے خاص پانی مراد ہے
اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود کے اثر میں الفناء سے خاص غنا مراد ہے۔ اور وہ وہی غلبہ جو نہایت شریعی
پر مشتمل ہو اور ہود و تعب کے حرج پر کی جائے جو صوت شیطان ہے اور جس کا خاصہ ضلالت ہے۔

ایسی غنا کو ہم بھی ناجائز اور حرام کہتے ہیں پس اس اثر سے مطلق غنا کی حرمت ثابت نہ ہوتی۔

اعتراف: حضرت نافع سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے ساتھ جا رہا تھا۔ ہم
دونوں نے باجے کی آواز سنی تو حضرت عبداللہ نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اس راستہ
کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلنے لگے جبے دور نکل آئے تو مجھ سے دریافت کیا کہ اے نافع کیا تو
اب اس آواز کو سنتا ہے یا نہیں میں نے کہا نہیں تو انہوں نے انگلیاں کانوں سے اٹھالیں اور کہنے
لگے کہ میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ میں بلبے کی آواز سنائی دی پس
حضور نے اسی طرح کیا اس سے معلوم ہوا کہ حرام چیز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نفرت فرمائی۔

جواب: اس حدیث میں حضرت عبداللہ کے لفظ یہ ہیں فضع مثل ما صنعت
پس کیا حضور نے جس طرح کیا میں نے آپ حدیث میں ابھی ابھی پڑھ چکے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے کیا کیا
اپنے کانوں میں انگلیاں رکھیں وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا اپنے ہمراہی سے دریافت

کیا کہ اب بلبے کی آواز آتی ہے یا نہیں یہ تین فعل عبداللہ بن عمر نے کئے اور ان کے لفظ کہ جس طرح میں نے کیا بالکل اسی طرح حضور نے کیا تھا اب اچھی طرح واضح ہو گیا کہ سرکارِ دو عالم نے بھی اپنے کان مبارک بند کئے وہ راستہ چھوڑا اپنے ہمراہی عبداللہ بن عمر سے دریافت کیا کہ اب تو بلبے کی آواز سناتا ہے یا نہیں، اب خوب واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ کو کان بند کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ آپ نے ان سے دریافت کیا تیرے کانوں میں بلبے کی آواز آتی ہے یا نہیں پس اگر مزار کا ستنا حرام ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بجائے والے کے بجائے پر اور حضرت عبداللہ بن عمر کے سننے پر کبھی راضی نہ ہوتے۔

۱۔ ہا یہ امر کہ حضور نے اپنے کان مبارک بند کئے اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کسی ایسے بلند و بالا مقام پر اور ایسے افضل و اعلیٰ حال میں تھے کہ صوتِ مزار اس مقام اور اس حال کے مناسب نہ تھی، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم کسی اہم معاملہ میں انہماک کے باعث اپنے خیالات میں مستغرق ہوتے ہیں، اگر اس وقت کوئی شور و غل کا دفع کرنا اپنے اسکان میں ہوتا ہے تو اس کو دفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ورنہ خود وہاں سے اٹھ کر الگ جا بیٹھتے ہیں، تو کیا ان آوازوں کو اور شور و غل کے سننے کو ہم حرام سمجھتے ہیں (غزوہ باللہ) پس بہت ممکن ہے کہ حضور پر نازل وحی ہو رہا ہو یا اور کسی روحانی خیال میں مستغرق ہوں جس کی وجہ سے آپ نے آوازِ مزار کو پسند نہ فرمایا ہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صرٹ کان بند کرنا دلیلِ حرمت نہیں ہو سکتا ورنہ اس حرام کام سے حضور بجائے والے کو منع فرماتے اور حضرت عبداللہ بن عمر کو سننے سے روکتے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں سے کسی ایک کو منع نہ فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ مزار کی آواز سننا حلال و مباح ہے۔

العتراض: حضرت خلیفہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

قرآن مجید کو عرب کے لہجوں میں پڑھو اور عرب کی آوازوں میں پڑھو اور اہل عشق و اہل کتابوں کے لہجوں سے بچو اور میرے بعد عنقریب ایک قوم ایسی آئے گی جو ترجیع دیں گے قرآن پاک کو ترجیع غنا اور نوحوں کی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کو غنا کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں۔

جواب: اس حدیث میں غنا سے علم موسیقی کے وہ خاص قسم کے راگ مراد ہیں جنہیں مخصوص قواعد کے ماتحت آواز کو بکند اور لپٹ کیا جاتا ہے اور تصرو و مد کے ساتھ آواز نکالی جاتی ہے جس میں بعض الفاظ کٹ جاتے ہیں بعض بگڑ جاتے ہیں اور اس طرح کلمات میں غیر معمولی تغیر تبدیل واقع ہو جاتا ہے۔ یہ صورت چونکہ قرآن کے شایان شان نہیں بلکہ تحریف کے مترادف ہے۔ اس لئے ایسی غنا سے قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ یہاں مطلق غنا مراد نہیں بلکہ جو غنا خوش الحانی پر مشتمل ہو اور اس میں مذکورہ قباحت نہ پائی جائے ایسی غنا سے تو قرآن مجید پڑھنے کا تو ہمیں حکم دیا گیا ہے چنانچہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹ میں صحیح بخاری کی یہ روایت غالباً ہم پہلے بھی نقل کر آئے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لیس منامن لم یفتحت بالقراءت لیس معلوم ہوا کہ معترض کی پیش کردہ خبر میں مطلق غنا مراد نہیں بلکہ غنا مخصوص مراد ہے جس کی تشریح ہم پہلے بیان کر چکے ہیں

اعتراف: حضور نے فرمایا: اتنی حرام والتلذذ بہا کفر والجلوس علیہا فسق کہ غنا حرام ہے اور اس کے ساتھ لذت حاصل کرنا کفر ہے اور اس پر بیٹھنا فسق ہے اس حدیث میں حرمت غنا اظہر من الشمس ہے۔

جواب: اولاً تو یہ حدیث کسی سید صحیح سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہیں دوم یہ کہ اگر اس سے مطلق غنا کو حرام ثابت کیا جائے تو یہ حدیث دوسری حدیث صحیح

مرفوعہ کے معارض ہو گئی تھیں صراحتہ جواز غنا پر دلالت پائی جاتی ہے چنانچہ مشکوٰۃ کتاب النکاح
 بروایت ابن ماجہ یہ حدیث مروی ہے ^{ابن} عن عباس رضی اللہ عنہ قال انکحت
 عائشۃ ذات قرابتہ لہا من الاخصار فجار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فقال ایدیکم الفتاة قالوا نعم قال عا رسلتم معہا من تغنی قالت
 لا فقال رسول اللہ ان اکلمنہا قوم فیہم غزل فلو لی جنتم معہا من
 ليقول اتیناکم اتیناکم فحیاناً و حیاناً (در احباب ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۲)

اس روایت میں من تغنی کا لفظ موجود ہے جو صراحتہ جواز غنا پر دلالت کرتا ہے پس معلوم
 ہوا کہ معترض کی پیش کردہ روایت میں جو اتنا حرام ہے اس میں الف لام عہد کا ہے اور اس
 سے مخصوص و معین لفظ امر ہے جو علت ضلالت و موجب غواہیت ہے جیسا کہ طوائف کا گانا یا
 اس کے مانند ہر ولعب کے طور پر خواہشات نفسانیہ کو ہیجان میں لاسنے والے گانے پس
 اس روایت میں بھی مطلق غنا کی حرمت ثابت نہ ہوئی (وللہ الحمد) علاوہ ازیں معترض کی پیش
 کردہ روایت کچھ ایسی بے ڈھنگی سی ہے جس کو دیکھ کر طبیعت تسلیم نہیں کرتی کہ اتضع العربی کی
 یہ حدیث ہو یہاں قابل غور ہے کہ جب ایک شخص نے غنا کے ساتھ لذت حاصل کر لی تو
 بموجب اس روایت کے کافر تو ہو گیا اس کے بعد وہ شخص جلوس کرتا ہے جو نتیجہ فسق ہے تو
 کیا اب وہ شخص کافر ہونے کے بعد ناسق ہو گیا بلکہ عام اصطلاح میں گناہگار مومن کو ناسق
 کہا جاتا ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مہررج ہے تو اب اس روایت کا مطلب یہ ہوا کہ سماع سے
 لذت حاصل کرنے والا کافر ہے اور اس پر جلوس کرنا ہمیشہ قوالی سننے والا گناہگار مومن ہے
 اب آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ کفر کے بعد کفر کرنے سے انسان کا کفر بڑھتا ہے یا وہ کفر سے
 نکل کر ایمان کے درجے میں آتا ہے پس یہ روایت نہ روایت درست ہے نہ روایت اس لئے

اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا گستاخی و سوادہی کے مترادف ہوگا۔
اعترض: عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہتیکم عن صوتین احقین
 صوت الذوحتہ وصوت الغنم لہذا ثابت ہوا کہ غنا حرام ہے۔

جواب: اس روایت کا کسی حدیث کی کتاب میں نام و نشان تک نہیں پایا جاتا۔ حیرت
 ہے کہ منکرین ایسی بے اصل باتوں سے مقابلہ پر آئے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے اگر بالفرض
 کہیں اس کا وجود ہو تو جواب یہ ہے کہ یہاں منہتیکم کا لفظ ہے جو ماضی کا صیغہ ہے اور ماضی
 کے صیغہ سے کسی چیز کی حرمت ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز کو زمانہ ماضی
 میں منع فرمایا ہو اور زمانہ مستقبل میں اسکی اجازت دے دی ہو جیسا کہ باب زیارة القبور میں واقع
 ہوا کہ رہاں بھی منہتیکم عن زیارة القبور فرمایا جس میں ماضی کا صیغہ ہے اور چونکہ
 صیغہ ماضی مطلق نسخ تھا اس لئے زمانہ مستقبل میں الانذور و ما سے وہ منسوخ ہو گیا۔
 چونکہ دوسری احادیث میں غنا کی اجازت صراحتہ مذکور ہے اس لئے ممکن ہے کہ معترض کی
 پیش کردہ روایت منسوخ ہو۔ (واللہ اعلم)

اعترض: عن ابی مالک الاشعری ان سمع رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم لیقول لیكون فی امتی اقوام یتحدثون الحر
 والحری والماء ذنبا۔

جواب: اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں بیان فرمائی
 حر، حریر، مضاف جو لغت عربی میں مطلق شرمگاہ یا عورت کی شرمگاہ کو
 کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو المنی صفحہ ۵۲۵ الحذف صوت الذهب، پس
 معزف دت ہوا اور معازف اس کی جمع ہے لیکن علی سبیل التعمیم معازف کا اطلاق

تمام آلات پر ہوتا ہے جیسا نجد اسی صفحہ میں ہے المعازف وہی آلات الطرب
 کطنب و حالمود و القشبارۃ اور منہی الارب ربع سوم ص ۱۲۳ میں ہے
 معازف بالکسر الہائے لہو بازی مانند رور و جامند و طنبور اور صراج مع قنراج میں ص ۲۵۸
 پر ہے معازف الہائے لہو بازی جمع معزف یعنی چغانہ اور مختار الصراح میں ہے والمعازف
 السلاہی ان جملہ عبارات کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ معازف آلات لہو و طرب کو کہتے ہیں اور من
 جملہ آلات لہو و طرب کے دف بھی ایک آلہ لہو ہے، پس اس حدیث میں جو لفظ معازف کے
 دف بھی اس میں شامل ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دف کا بجانا شرعاً جائز بلکہ سنت
 ہے اب اس کے جائز و مسنون ہونے پر چند روایات صحیحہ پیش کرتا ہوں (۱) عَنْ
 عَائِشَةَ قَالَتْ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَغَدَا جَارِيتَانِ تَغْنِيَانِ
 فِي اَيَّامِ مَنَاةَ قَتَّانٍ وَتَغْنِيَانِ بِمَا قَاتَوْلَتِ الْاَضَارِي مِ
 لْعَاثَ وَالنَّبِيَّ مُتَغَشِّ بِشُوبٍ فَاَسْتَهْرَهَا الْجَمْرُ فَكَتَفَ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَعَهَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَاَسْنَهَا
 اَيَّامَ حَيْدٍ وَفِي رَوَايَةٍ اَنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهَذَا لِمُعِيْدِنَا
 مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۶)

(۲) عَنْ الرَّبِيعِ بْنِتِ الْحَوْزِ بْنِ عَفْوَ قَالَ جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِصْنِ بْنِ عَلِيٍّ فَجَلَسَ عَلَى فَرْسِهِ كَمَا يَسْكُ مِنْ فُجَعَلَتِ
 جَنِيَّ يَرِيَاثَ لَنَا لَهْنِيَّ بْنَ بِالْدَفِ وَيَزِيدُ بْنُ مَنْ قَتَلَ مِنْ اَبَا قِيٍّ وَ
 بِدْرَا قَالَتْ اَحْلَاهُنَّ وَفِيْنَا بَنِيَّ يَحْلُمُ مَا فِي غَدَا فَقَالَ دَعِي هَذَا وَ
 تَوَلَّى بِالَّذِي كُنْتُ تَقُولُ لِي (بخاری مشکوٰۃ ص ۲۴)

اس حدیث سے تین باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ دلت بچانا اور سُننا دونوں جائز ہیں۔
 دوسرے یہ کہ غائب کو مذاکرنا جائز ہے تیسرا یہ کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کل ہو غیوالی بات کو جانتے
 ہیں اس واسطے کہ بچے وہی کہا کرتے ہیں جو وہ اپنے بڑوں سے سنتے ہیں یا جس کا خود مشاہدہ کر
 لیں پس یا تو ان لڑکیوں نے اپنے والدین وغیرہ سے یہ سنا ہوگا کہ بنی کل آئندہ کی بات کو
 جانتے ہیں یا ان کا مشاہدہ و تجربہ ہوگا کہ بنی کریم نے کبھی کل آئندہ ہونے والی بات کی خبر دی
 ہوگی اور وہ ان کے مشاہدہ اسی طرح پوری ہوئی ہوگی رہا یہ امر کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ان لڑکیوں کو اس مقولہ سے روکا تو یہ دو کناہ اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ حضور مافی الغد کے
 علم کو نہیں جانتے بلکہ اس میں کئی احتمالات پائے جاتے ہیں اولاً یہ کہ مقتولین کے مرثیہ
 کے ضمن میں حضور نے اپنے ذکر مبارک کو بوجہ علی مرتبیت کے مکروہ جانا ہو دوم یہ کہ کسر
 نفسی کی وجہ سے آپ نے اپنی تعریف کا اپنے سامنے سنا مناسب خیال نہ فرمایا ہو،
 سوم یہ کہ لڑکیوں کا مقولہ چونکہ کلام سابق کے بالمقابل منزلہ اجنبی کے تھا اس لئے حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیماً ہدایت فرمائی ہو کہ یہ صورت آداب مجلس اور طرق تکلم کے خلاف
 ہے، چہارم یہ کہ لڑکیاں مقتولین بدر کا مرثیہ گا رہی تھیں جب ان میں سے ایک نے اس کو
 چھوڑ کر دوسری بات شروع کر دی تو دوسری لڑکیوں کو خوا مخواہ خاموش ہونا پڑا اور حضور
 چونکہ ان کا گانا بجا نا پسند کرتے تھے اس لئے آپ نے اس لڑکی کو ایسی بات سے منع فرمایا
 جس میں دوسروں کو خاموش ہونا پڑا تھا، پنجم یہ کہ وفینا بنی بجلد مافی غد کہنے
 والی چونکہ نا سمجھ لڑکی تھی جو بوجہ کسی کے اتنا شعور نہ رکھتی تھی کہ بجلد الی آخر میں حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم عطائی تسلیم کرنے اور علم ذاتی اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص جانے
 اس لئے حضور نے اس کو اس مقولہ سے منع فرمایا مبادا ذاتی و عطائی کا فرق نہ سمجھ سکے

علم ذاتی
اور عطائی

اور بوجہ اس کے عدم شعور کے غیب ذاتی جو باری تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو جائے وغیرہ ذلک من احتمالات الکثیرہ۔

اگر آپ کی ممانعت کی وجہ یہ بیان کی جائے کہ حضور مافی الغد کا علم نہ رکھتے تھے اور آپ کیلئے علم غیب ثابت کرنا شرک ہے تو یہ بات معقول نہیں اس لئے کہ حضور کے لئے جب مافی الغد کا علم ماننا شرک ہے تو حضور نے شرک جیسی اہم ترین بات کو سن کر اتنی خفیف اور ہلکی سی ہنسی فرمائی کہ یہ بات چھوڑ دے اور جو کہتی تھی وہی کہہ اگر یہ مقولہ شرک ہوتا تو ہنسی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سختی کے ساتھ روکتے بلکہ ان کے عقیدے کی بھی اصلاح فرماتے، لیکن یہ کہیں ثابت نہیں، پس صاف واضح ہو گیا کہ حضور اکرم نے جو فرمایا وہ احتمالات مذکورہ پر مبنی تھا نہ نفی علم غیب پر الغرض اس حدیث سے ندا ہوتی اور علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دف کا بجانا اور گانا روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔

۳۱ عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلنوا النكاح واجعلوه في المسجد واضربوا عليه بالدفوف۔

(رواہ ترمذی مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۲)

۳۲ عن محمد بن حاطب الجمعی عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الفصل ما بين الحلال والحرام الصوت والدف في النكاح۔

(رواہ ترمذی والنسائی وابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۲۷۲)

یعنی حلال نکاح میں ایک دوسرے کو خبر کی جاتی ہے، اور دف بجا یا جاتا ہے اور حرام نکاح یوں ہی خاموشی سے ہو جاتے ہیں۔ سخت حیرت ہے کہ جو چیز حلت و حرمت میں تیز کر نیوالی اور حلت کو ظاہر کرنے والی ہے اسی کو حرام کہا جاتا ہے۔

مع معازت یعنی آلہ لہو کے جس کو دف کہا جاتا ہے ثابت ہوا۔
یہاں دو شبہ پیدا ہو سکتے ہیں ان کا جواب ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اول یہ کہ یہاں
اس لڑکی نے نذر مانی تھی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت مرحمت
فرمادی اس حدیث سے غنائع آلات کا جواز علاؤ نذر کے ثابت نہ ہوا اس کا جواب
یہ ہے کہ جو چیز نذر ملنے سے پہلے ناجائز ہو اس کا پورا کرنا شرعاً جائز نہیں، چنانچہ حدیث
شریف میں وارد ہے عَنْ مُحَمَّدَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا وَفَاءَ لِنَذَرٍ فِي مَعْصِيَةٍ وَلَا فِيهَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ سَلَّمَ شَرِيف
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دف بجانا اور گانا گناہ نہ تھا ورنہ حضور اس کو
پورا کرنے کی اجازت بھی نہ دیتے دوسرا شبہ یہ ہے کہ حضرت عمر سے شیطان
بھاگتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و نیز حضرت ابوبکر سے نہیں بھاگتا کیا حضرت
عمر رتبہ سرکار اور حضرت ابوبکر سے زیادہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت
عمر سے شیطان بھاگتا ہے اس وجہ سے تھا کہ ان کی شان میں ہے۔ اِسْتَقَاعَ عَلَى الْكُفَا
یعنی حضرت عمر کے مزاج میں تشدد اور سخت گیری پائی جاتی تھی کہ ہر چھوٹا بڑا خواہ مخواہ
آپ سے خوف زدہ ہوتا تھا اور یہ بات عام طور پر پائی جاتی ہے کہ بعضوں کے والد
ہنایت رحم دل ہوتے ہیں اور ان کے بھائی یا چچا جو والد کے مقابلہ میں کم درجہ رکھتے
ہیں لیکن ان کے مزاج میں بالنسبت والد کے تشدد کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے بچے اکثر
اپنے رحم دل باپ سے نہیں ڈرتے لیکن تشدد بھائی یا چچا سے خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر
منتشر ہو جاتے ہیں تو کیا اس سے یہ لازم آئے گا کہ بھائی چچا کا مرتبہ باپ سے زیادہ ہے؟
اسی طرح یہاں بھی سمجھنا چاہیے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ہنایت و دف

رحیم اور بہت ہی حلیم واقع ہوئے تھے اس لئے ایسے موقعوں پر آپ کو دیکھ کر خوف طاری نہ ہوتا تھا بجلان حضرت عمر کے آپ کے مزاج میں نہایت سختی تھی اس لئے آپ کو دیکھ کر خواہ مخواہ خوف طاری ہو جاتا تھا چنانچہ اس امر کی تصریح مشکوٰۃ شریف باب مناقب عمر میں ایک حدیث کے ضمن میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ قریش کی چند عورتیں سرکار سے اپنا مقررہ خرچ لینے آئیں تو معین خرچ سے زیادہ مانگنے لگیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا تھ جھگڑا کرنے لگیں اتنے میں حضرت عمر نے دسک دی، آپ کی آواز سنئے ہی وہ عورتیں اپنی اپنی چادریں اوڑھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اتنے میں حضرت عمر اندر آگئے اور سرکار کو ہشتے دیکھ کر دریافت کیا کہ حضور کیا معاملہ ہے آپ نے فرمایا تعجب ہے ان عورتوں پر کہ ابھی ابھی میرے پاس تھیں اور بلند آواز سے کلام کر رہی تھیں، تمہاری آواز کا سننا تھا کہ وہ جلدی جلدی باپردہ ہو گئیں، حضرت عمر نے فرمایا عورتوں سے کوئی جان کی دشمنی! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ سے نہیں ڈرتیں؟ انہوں نے کہا ہاں اے عمر آپ نہایت سخت کلام واقع ہوئے ہیں سرکار دو عالم نے حضرت عمر کو مخاطب کر کے فرمایا اے عمر خدا کی قسم جب کبھی شیطان تم سے ملے گا تو وہ کبھی تمہارے راستہ پر چلے گا تم جس راستہ پر چلو گے وہ اس کو چھوڑ دے گا۔ اس روایت سے علامہ فضیل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میرے بیان سابق کی تائید بھی ہوتی ہے اور صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر سے شیطان کے اس قدر خائف ہونے کی وجہ یہی تھی کہ آپ نہایت متشدد اور سخت گیر واقع ہوئے تھے اور سرکار نہایت رحیم و کریم اور بہت ہی حلیم تھے اس لئے آپ کو دیکھنے سے وہ خوف پیدا نہ ہوتا تھا چونکہ آپ کی رحمت آپ کے غضب پر غالب تھی یہ نشان رحمتہ العالمین ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ دُف بجانا اور غنا کرنا مخصوص اوقات

میں لہو و لعب کرنا جائز ہے اور کتب لغت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دن آگے لہو ہونے کی وجہ سے
 معازف میں داخل ہے پس مطلق معازف کی حرمت مستلزم ہے حرمت دن کو والا ذم
 باطلنا الملذوم مثلاً یعنی دن کی حرمت باطل ہے لہذا حرمت معازف بھی اسی کے
 مثل ہے۔ مشکوٰۃ میں بروایت نسائی مذکور ہے عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى قُرَيْظَةَ بِنِ كَعْبٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ الْفَضَارِيِّ
 فِي عَرَسٍ وَإِذَا جَوَارِ لَيْغِينَ فَقُلْتُ أَمْرٌ صَاحِبِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُ بَدْرٍ لِفَعْلٍ ذَلِكَ عِنْدَكُمْ فَقَالَ
 أَحْبَبْتُ أَنْ تُنْتَفِيسَ فَاسْمَعْ مَعَنَا فَإِنْ شِئْتَ فَادْهَبْ فَإِنْ
 قَدْ رَخَصَ لَنَا خِيَالُ اللَّهِ وَعِنْدَ الْعَرَسِ (رواه النسائي)

اس حدیث سے شادی کے موقع پر لہو (کھیل کود) جائز ثابت ہوا۔ تیراندازی، گھوڑ
 دوڑ، پانی میں تیرنا، کشتی رटना، جماع کرنا، غنا کرنا باجا وغیرہ بجانا یہ سب لہو و لعب میں
 داخل ہیں۔ گانے بجانے کی اباحت تو دلائل ساطعہ سے ثابت کر چکا ہوں، ان کے علاوہ تیراندازی
 کشتی سیاحت جماع کرنا ان امور کے جواز میں کسی کو کلام نہیں پس جب لہو کے اٹنے افراد کا حکم
 جواز ہو تو پھر مطلق لہو کو حرام کہنا جس طرح درست ہو سکتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں اور بھی کئی
 حدیثیں جواز لہو پر موجود ہیں عَنْ عَالِشَةَ قَالَتْ ذَفْتُ أَصْرًا إِلَى رَجُلٍ مِنَ
 الْفَضَارِ فَقَالَ بَنِي اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنْ الْفَضَارِ
 صَحِبَهُمُ اللَّهُ (ارواہ بخاری مشکوٰۃ ص ۱۷۱) و مشکوٰۃ میں صفت ۳ پر عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ
 میں سات سال کی تھی جب میرا کارنے میرے ساتھ نکاح کیا اور میں لو سال کی تھی جب
 میری رخصتی ہوئی اس وقت میری گریبوں کا کھیل میرے ساتھ تھا اور میں اٹھارہ سال کی

تھی جب سرکار کا وصال ہوا اس حدیث میں گڑبڑوں کا کھیل ہے جس سے ابو ولعب کا جوا ثبات ہوا مشکوٰۃ
باب فضائل عمر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف فرما تھے کہ ہم نے اچانک شور و غل اور بچوں کی آوازیں سنیں پس نبی اللہ کھڑے
ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچتی گاتی ہے اور اس کے ارد گرد بہت سے
بچے تھے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ او اور دیکھو میں نے اپنا
منہ سرکار کے درمیں پر رکھ لیا اور اس عورت کو حضور کے شانہ مبارک شہرا قدس کے
درمیان دیکھنے لگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ کیا نیزا بھی پیٹ نہیں بھرا
میں عرض کرتی تھی حضور ابھی تک نہیں تاکہ میں دیکھوں کہ حضور کو میری کتنی محبت ہے اسی
آواز میں حضرت عمر آگئے تو لوگ اس حبشی عورت سے بھاگ گئے۔ حضور نے فرمایا میں جنوں سے
شیطانوں اور انسانوں کے شیطانوں کو دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر سے بھاگ گئے بھرت
عائشہ نے فرمایا کہ پھر میں لوٹ آئی۔ احادیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب
مکہ منظر سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو انھار کی بڑیاں انتہائی فرح و
سرور سے غنا کرتی تھیں اور شعر گاتی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وحب الشکو علینا ما دعا لہ اللہ داحی

رخصت کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا اور اس نعمت کا شکریہ ہم پر
اس وقت تک راجب ہے جب تک اللہ تعالیٰ کو کوئی پکارنے والا پکارنا رہے۔

خلاصہ تاتارخانیہ مجید وغیرہ کتب میں کئی امر کی تصریح ہے کہ ابو ولعب ضروریات شرعیہ
کے مباح ہے۔ مثلاً نکاح اور غزوات کے موقع پر لہذا مطلق ابو ولعب کی حرمت
علی الاطلاق باطل ہوئی واللہ اعلم وعلیہ اتم۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سور بخاسک گار نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تجھے اشعر بن ابی بصلت کے کچھ اشعار یاد ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یاد ہے، فرمایا کہ پڑھو میں نے ایک شعر پڑھا حضور نے فرمایا اور پڑھو اور پڑھو یہاں تک کہ میں نے بتو شعر پڑھے (شکوۃ مسلم) امیہ اگرچہ کافر تھا مگر شاید اس کے دل میں رسول اللہ کی عظمت کا مقام ہو کیونکہ اس کے اشعار میں دین اسلام اور حضور کی نہایت تعریف ہوتی تھی وہ نوم بنی ثقیف کا تھا اور نہایت خوش الحان تھا اس لئے سرکار نے تو شعر کئے۔ ان احادیث و روایات سے لہو و لعب کی رخصت اور خوش الحانی کے ساتھ شعر پڑھنے اور سننے کا جواز روز روشن کی طرح ثابت ہے پس جب لہو جائز ہوا تو آہ لہو کیونکر حرام ہو سکتا ہے، لہو سبب اور آلہ اس کا سبب معارف آلات لہو ہیں اور لہو جائز ہوا تو معارف کا حرام ہونا کیونکر متصور ہو سکتا ہے۔

اعراض : ان تمام روایات سے صرف شادی کے موقع پر لہو کی اجازت ثابت

ہوتی۔ لہذا اس مخصوص رخصت سے ہر وقت جواز لہو ثابت نہ ہوا۔

جواب : لہو کا شادی کے دن مخصوص ہونا غلط ہے یہ امر تو بالکل واضح ہے کہ

لہو سے مراد یہ ہے صرف گانا بجانا رقص و سرود ہے اسکے سوا کچھ نہیں اور ہم ثابت کر آئے

ہیں کہ عید کے دن بھی رکیوں نے گانا بجانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر کے سامنے

کیا اور سرکار نے صدیق اکبر نے نثار لڑکی نے نذر پوری کی اس وقت نہ کوئی شادی تھی نہ

عیدین کا موقع تھا دیکھو مشکوٰۃ باب مناقب عمرؓ البقیۃ حضور اس وقت سفر جہاد سے

تشریف لائے تھے لیکن اس حدیث سے پہلے ایک حدیث آپؐ کے ہیں حضور نے

عائشہ کو حبشہ عورت کا لہو و لعب دکھایا اور خود بھی دیکھا حالانکہ یہ موقع شادی کا نہ

تھا نہ عیدین کا نہ قدوم جہاد کا نہ اعلان صوم کا پس معلوم ہوا کہ لہو و لعب کی رخصت کسی وقت یا زمانہ کے ساتھ مخصوص و معین نہیں ورنہ اس عورت کا لہو و لعب ہرگز حضور نہ دیکھتے اور حضرت عائشہ کو کبھی نہ دکھاتے رہا یہ شبہ کہ حضرت قرظہ بن کعب اور ابی مسعود انصاری نے عامر بن سعد کو جو یہ جواب دیا تھا کہ قد دخلنا فی اللہ عند العرس۔

تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ شادی کے علاوہ کسی وقت بھی لہو کی رخصت نہیں ورنہ عیدین اور قدوم قادم کے وقت بھی رخصت نہ رہے گی حالانکہ ان موقعوں پر بالاتفاق لہو و لعب کی رخصت ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شادی چونکہ فرحت و مسرت کا وقت ہوتا ہے اس لئے بوجہ فرح و سرور ہمیں شادی میں لہو کی رخصت ہے۔ عرس (شادی) کا لفظ بولنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ موقع ہی شادی کا تھا ورنہ رخصت لہو کیلئے شادی کا وقت کرتی معین نہیں ہے جیسا کہ ہم نے دلیل سے ثابت کر دیا ہر حال احادیث کی روشنی میں یہی ثابت ہوتا ہے کہ لہو و لعب کبھی فرحت و سرور کے لئے اور کبھی اعلان کے لئے جائز ہے جو کسی زمانہ اور وقت کے ساتھ مقید نہیں اس کے بعد جتنا چاہیے کہ ہم نے جس لہو و لعب کو احادیث سے جائز ثابت کر دیا ہے۔ وہ بمعنی مشہور و متعارف نہیں ایسا لہو و لعب

تو اللہ تعالیٰ سے غفلت پیدا کرتا ہے اور خواہشات نفس امارہ کی طرف مائل کرتا ہے جس کی وجہ سے انسان پر شیطان کا تسلط ہو جاتا ہے اور وہ مبادی طاعت سے بہت دور جا پڑتا ہے ہماری مراد لہو و لعب سے وہ لہو ہے جس میں انسان کی تفریح طبع ہو جائے مگر شرط یہ ہے کہ وہ لہو بذات خود اللہ سے غافل کرنے کی صفت اپنے اندر نہ رکھتا ہو حتیٰ کہ جن موقعوں پر لہو و لعب حدیثوں سے ثابت ہے مثلاً عیدین یا نکاح وغیرہ ان موقعوں پر بھی اگر ایسا گانا گایا جائے جس سے نفس امارہ کی بری خواہشات

براہِ گنجہ ہوں یا خدا سے غفلت پیدا ہو جائے تو وہ بھی حرام اور ناجائز ہے۔ پس ہمارا مدعا اس بیان سے صرف استفادہ ہے کہ جو ابو ولعب گانا بجانا ذکر اللہ سے نہ روکے اور اس میں نفسِ امارہ کی بُری خواہشات کی تحریک نہ ہو تو وہ جائز ہے اگرچہ ایسا گانا اپنی حقیقت کے اعتبار سے ابو ولعب نہیں، اس لئے کہ وہ نہ خدا تعالیٰ سے غافل کرتا ہے نہ خواہشاتِ نفسانیہ کی طرف مائل کرتا ہے تو ابو ولعب کے معنی خدا سے غافل کرتا ہے اور وہ اس میں نہ پلے گئے تو یہ گانا حقیقاً ابو ولعب نہ ہوا اس کو ابو ولعب کہنا صرف مشابہتِ صوریہ کی وجہ سے ہے۔

حجۃ سیتہ سیتہ مثلہا میں بُرائی کے بدلے کو بھی بُرا کہا گیا ہے صرف مشابہتِ صوریہ کی وجہ سے اس کو سیتہ کہا گیا ورنہ بُرائی کا بدلہ دنیا عقلاً و شرعاً کوئی بُری بات نہیں بلکہ

اچھی بات ہے جب ہی تو خدا تعالیٰ حکم دیتا ہے اس بیان سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ بعض فقہانے جو گانے بجانے کو حرام لکھا ہے اس کا یہی مطلب ہے جو میں نے بیان کیا یعنی جو گانا یادِ الہی سے غفلت اور خواہشاتِ نفسِ امارہ کی باعث ہو رہی ہو ولعب ہے اور بیشک وہی حرام ہے صوفیاً کرام کے غلے سے بجائے معصیت کے رقتِ قلب اور محبتِ الہی پیدا ہوتی ہے اس لئے نہ وہ حقیقاً ابو ولعب میں داخل نہ حرام۔

اس بیان سے معترض کی پیش کردہ حدیث کا مطلب بخوبی واضح ہو گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ایک قوم ایسی آئے گی جو متہ کو ابد تمام کپڑوں میں خالص ریشم کو درختوں کی طرح حلال جانیں گی اور آلاتِ ابو کو جو خدا تعالیٰ سے غافل کرنے والے اور خواہشاتِ نفس کو براہِ گنجہ کرنے والے ہوں گے ان کو حلال جانیں گے جیسا کہ فی زمانہ لوگ طوائفوں کے گالے کو بے پرواہی کے ساتھ سنتے ہیں اور طوائف ان آلاتِ ابو کی اجرت کو اپنے لئے حلال جانتی ہے۔ نیز ریشم بھی مردوں میں عام ہو گیا ہے عورتوں کی طرح تمام

دستی کپڑے پہنتے ہیں الغرض حدیث پاک میں اتنی معاذف کی حرمت مراد ہے جو تحقیقی ہو سبب
اور فتنہ و فحش کے لئے استعمال کئے جائیں ورنہ حدیث ان تمام احادیث کے معارض ہوگی
جن میں دن اور لہو کی رخصت ثابت ہے۔

اعتراف: عَنْ أَبِي إِمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَتَّبِعُوا الْغَنِيَّاتِ وَلَا تَشْتَرُوهُنَّ وَلَا تَلْمِصْنَ مِنْهُنَّ وَلَا خَيْرَ فِي
تِجَارَتِهِنَّ وَثَمَنِهِنَّ حَرَامٌ (رواہ ابونعیم) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غنا حرام ہے۔

جواب: اس حدیث کے رواۃ میں ایک راوی علی بن یزید ہے جن کو محمد بن اسماعیل
نے ضعیف کہا ہے اس لئے یہ روایت ضعیف ہے خود ابو یعلیٰ ترمذی نے اپنے جامع میں
اس کو ضعیف کہا لہذا یہ روایت اثباتِ حرمت میں قابلِ استدلال نہیں علاوہ ازیں یہ کہ الغنیات

پر الف لام عہد کلہے جس سے مراد وہ خاص غنیات ہیں جن کا پیشہ عتاسے اور شہتات
عورتوں کی غنا چونکہ فتنہ انگیز ہے اسی ہم بھی اس کو حرام کہتے ہیں۔ لہذا اس حدیث سے
مطلق غنا کی حرمت ثابت نہ ہوئی۔ (واللہ اعلم وعلیہ السلام)

اعتراف: عدیثوں سے روایوں کا گانا بجانا ثابت ہوا جو نابالغہ ہونے کی وجہ سے احکام
شرع کی مکلف نہیں۔

جواب: حضرت عمرو بن شیب سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا
سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی
کہ میں نے نذرمانی مٹی کو آپ کے درپردہ بجاؤں حضور نے فرمایا کہ اپنی نذر کو پورا کر اس
حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا استدلال حدیث مذکور میں لفظ امراۃ آیا ہے جس کے
معنی محادرات عرب میں بالغہ عورت کے ہیں پس بالغہ عورت جو احکام شریعت کی مکلفہ ہے۔

اس کا دن بجانا ثابت ہوا لہذا رڑکیوں کی تخصیص باطل ہوئی۔

اعتراف: یہاں عورت کی نذر کا معاملہ ہے جس کو پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

جواب: حدیث میں وارد ہے کہ دفن فی نذر المحصیہ معلوم ہوا کہ اگر بالغہ

عورت کا دن بجانا جائز ہوتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نذر پوری کرنے کا بھی امر نہ

فرماتے لہذا بالغہ عورت کا دن بجانا جائز ثابت ہوا۔ علاوہ ازیں یہ کہ احادیث میں اس امر کی

سخت تاکید وارد ہوئی ہے کہ تم اپنے بچوں کو اچھا ادب سکھاؤ اور نیک تعلیم دو اس تاکید کے

ہوتے ہوئے کس مومن کو کب جائز ہے کہ وہ مسلمان بچوں کو فعل حرام کا مرتکب دیکھ کر اس پر

راضی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ چھوٹے آئے حضرت امام حسن مجتبیٰ

آپ نے بوجہ کمسنی کے ان چھوڑوں میں سے ایک چھوڑا اٹھا کر منہ میں رکھ لیا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت آپ کے منہ سے وہ چھوڑ نکال لیا اور فرمایا کہ بٹیا یہ چھوڑے

صدقہ کے ہیں اور اہل بیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر صدقہ کی چیز کھانا جائز نہیں اگر

مسلمان کا بچہ خدا نخواستہ چوری کرے یا شراب پیے یا کوئی اور حرام کام کرے تو کیا

اس کے والدین کا یہ فرض نہیں کہ اپنی اولاد کو حرام کرنے سے بچاتے ہیں اگر دن بجانا

اور گانا مطلقاً حرام ہوتا تو بنی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان رڑکیوں سے حرام کام کو صادر

ہوتے ہوئے دیکھ کر کبھی خاموش نہ ہوتے لیکن حضور ان کے اس فعل پر راضی

ہے بلکہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک مرتبہ رڑکیوں کو جو گلے بجانے سے منع کیا تو حضور

نے فرمایا دیکھا یا ابابکر تم ان کو چھوڑ دو۔ سبحان اللہ سرکار نے تو منع

کئے مگر منع فرمایا اب اس کو حرام کہنا کیسے ظلم صریح ہے۔

اعتراف: ہمارا مقصد یہ نہیں کہ دن بجانا مطلق حرام ہے مطلب یہ ہے کہ بالغہ

مکلف کیلئے حرام اور نابالغہ غیر مکلفہ کے لئے حلال۔

جواب : سبحان اللہ یہ تفریق کہاں سے نکالی گیا حدیث میں ہے کہ گانا بجانا بالغہ کے لئے حرام اور نابالغہ کے لئے حلال ہے ہم تو حدیث سے ثابت کر گئے ہیں کہ حضور نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو امر فرمایا کہ یا عائشہ الا تغنین، اے عائشہ تم گاتی نہیں سرکار نے حضرت عائشہ کو غنا کا حکم دیا حالانکہ وہ مکلفہ تھیں ملا وہ نہیں ابھی ابھی عمرو بن شعیب کی روایت سے ثابت ہوا کہ ایک عورت نے حضور کے در پر دوں بجایا وہ بھی مکلفہ بالغہ تھی اس لئے کہ لغت عرب میں نابالغہ کو امراۃ نہیں کہتے امراۃ بالغہ عورت کو کہا جاتا ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ گانا بجانا بڑکیوں ہی کے لئے مخصوص نہیں بالغہ مکلفہ کیلئے بھی جائز ہے۔

اعراض : عورتوں کا غنا آوردن بجانا تو حدیث شریف سے ثابت ہو گیا لیکن مردوں کے لئے نہیں ثابت نہیں۔

جواب : مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۲ میں ہے۔ عن عائشہ قالت کانت عندی جاریتی من الانصار زوجتها فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشہ الا تغنین فان هذا الحی من الانصار یحبون الغناء۔ اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ فان هذا الحی من الانصار انصار کا یہ قبیلہ غنا کو بہت دوست رکھتا ہے اس میں غنا سننا اور خود غنا کرنا دونوں باتیں داخل ہیں اگر یہ مراد ہوتی کہ انصار سننے کو بہت دوست رکھتے ہیں تو یحبون الغناء فرماتے اس کی بجائے یحبون سماع الغناء فرماتے مگر آپ نے یحبون الغناء فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ انصار غنا کرنے کو اور سننے کو دونوں باتوں کو دوست رکھتے تھے اور یحبون صیغہ جمع مذکر فاعل ہے جو مردوں کی غنا پر

ہے پس اگر مردوں کے لئے غنا حرام ہوتا تو حضور انصار کو منع فرماتے کہ غنا مردوں کے واسطے حرام ہے تم اس کو کیوں دوست رکھتے ہو حضور کا منع فرمانا صحیح دلیل ہے اس امر کی کہ بطرح عورتوں کے لئے غنا جائز ہے، مردوں کے لئے بھی جائز ہے۔

اعتراف: مردوں کا دف بجانا حدیث سے ثابت نہیں۔

جواب: ہم پہلے حدیث نقل کر چکے ہیں کہ حضور اکرم نے امر فرمایا کہ واصلہ علیہا بالدفوف واصلہ جمع مذکر کا صیغہ ہے جس کے مخاطب مرد ہیں نہ عورتیں ثابت ہوا کہ مردوں کیلئے بھی دف بجانا جائز ہے بیان ماضی میں ہم نے حدیثوں سے ثابت کر دیا ہے کہ دفون کا بجانا رقص و سرود کا سننا ہو کا مباح ہونا یہ کچھ نکاح یا عید ہی پر موقوف نہیں بلکہ ضرورت شرعیہ کے ماتحت ہر وقت اسکی اجازت ہے علاوہ ازیں

عورتوں کے گانے بجانے میں بعض قباحتوں کا پیدا ہو جانا ہی متصل ہے مثلاً فنق و فحور کے خیالات و خواہشات نفسانیہ کا برا نیچہ ہونا مگر مردوں کے گانے میں وہ قباحتیں مقصود نہیں، پس جب عورتوں کا غنا جائز ہے تو مردوں کا بطریق اولیٰ جائز ہے نیز جس چیز کا سننا جائز ہے اس کا سننا کیونکر حرام ہو سکتا ہے اور ہم ثابت کر گئے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غنا سنا اور آپ کے اصحاب کبار نے بھی سنا جیسا کہ پہلے مشکوٰۃ شریف باب مناقب عمر

ؓ سے حدیث نقل کر گئے خلفاء راشدین نے سنا مثلاً ابی بکر عثمان و علی اور حضرت عمرؓ نے بھی سنا جیسا کہ کتاب الکھارنؓ پر حدیث مروی ہے حضرت عائشہؓ سے روایت

ہے انہوں نے فرمایا میرے پاس ایک لونڈی گارہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے وہ اپنے حال پر رہی پھر حضرت عمرؓ آئے تو وہ بھاگ گئی سرکار مسکرائے حضرت عمرؓ نے سبب دریافت کیا سرکار نے لونڈی کا قصہ بیان فرمایا حضرت عمرؓ نے عرض کی حضور جو کچھ آپ

نے سنا ہے میں اسے بغیر نہ رہوں گا ناسک ہمارا رسول اللہ ﷺ اس
 نوٹدی نے گایا امیر عمر نے سنا اس حدیث کو شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عوارف
 المعارف میں نقل فرمایا۔ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى لُحْيَةِ بَرَاءِ بْنِ
 مَالِكٍ هُوَ كَانَ يَتَغَنَّى بِسِيرِ الْكَبِيرِ لَا مَامَ مُحَمَّدٍ وَحَمْدَ اللَّهِ عَلَيْهِ
 عَنْ عَثْمَانَ كَانَ ثَمَانًا عِنْدَهُ جَارِيَتَانِ تَغْنِيَانِ فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ السَّحَرِ
 قَالَ وَكُنْ هَذَا وَقْتُ الْاِسْتِغْفَارِ (بجوال کتاب بیان الفقہ ص ۵۷)

بے شک حضرت عثمان غنی کے پاس دو لڑکیاں تھیں جو گاتی تھیں پس جب سحر کا وقت ہوتا تو آپ
 فرماتے اب گانا بند کرو یہ استغفار کا وقت ہے۔ الحمد للہ احادیث سے ثابت ہوا کہ جناب
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس اور آپ کے چاروں خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین
 نے مانجے کیا تھے غناسنی آپ کے دیگر صحابہ انصار و مہاجرین نے بھی اسی طرح حضور اور آپ کے خلفاء
 کی اتباع کی اور غناسنی اس کے بعد جو شخص غنا کو حرام کہے گا وہ اس آیت کا مصدق ہوگا۔
 وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ خَلَّاهُ مَا تَوَلَّى وَوَلَصِيَ الْجَهَنَّمَ (الْاَنْثَا)
 الْقُرْآنِ الْمَجِيد - بحث سوم قیاس مجتہدین و اقوال ائمہ
 اربعہ وفقہاء کرام علیہم الرحمۃ۔

ایک مرتبہ حضرت امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دعوت الیمہ پر کوفہ میں بلائے ہوئے تشریف لے
 گئے اتفاق سے وہاں سرد زمین گانا بھی ہو رہا تھا لوگوں نے آپ کے اس کے متعلق دریافت کیا
 کہ گانا جائز ہے یا نہیں آپ نے فرمایا ابتلیت بهذا مرة فصبرت معلوم ہوا حرام
جواب : دامے معترض تیری پھرتی امام صاحب کے اس جواب سے تو غنا کا جواز ثابت
 ہوتا ہے اس لئے کہ اگر غناسنا حرام تھا تو امام صاحب جیسے متقی کی شان کے کب لائق تھا

کہ وہ فعل حرام پر صبر کرے اور سنت ہے اگر گناہ حرام ہوتا تو امام صاحب کبھی نہ سنتے اور فوراً وہاں سے
تشریف لے گئے اور کبھی فعل حرام کے مرتکب ہوتے جن خفیوں کے نزدیک غنا حرام ہے،
ان کے نزدیک امام صاحب (نور ذی اللہ) فعل حرام کے مرتکب ہوتے اور ہم چونکہ جائز بلکہ سنت سمجھتے
ہیں اس لئے ہم نے نزدیک امام صاحب مرتکب فعل منونہ ہوتے رہا یہ امر کہ امام صاحب نے
ابتلیت فرمایا جس کا ترجمہ ہے میں مبتلا ہوا تو اس سے حرمت غنا پر استدلال صراحۃً محانت پر اُل
کیونکہ امام صاحب نے قضایا یعنی مقدمات فیصل کرنے والے عہد کو بھی لفظ ابتلیت سے تعبیر فرمایا
چنانچہ آپ کا مشہور قول مَن اَبْتَلٰ بَلِیْتَهٗ قَضَاۃٌ فَلِیَحْضُرَ السُّوْطَ عَلٰی الْقَضَاۃِ
خَوْنًا مِّنَ الْاٰخِرَةِ۔ جو تھا کہ بلا میں گرفتار ہوا سے چلیے کہ کوڑوں کی مار کو قضا
پر اختیار کرے آخرت کے خون کی وجہ سے اس عبارت میں امام صاحب نے قضا کو طبعیہ اور
فصل قضا کو اتبلی سے تعبیر فرمایا تو کیا قاضی بنا بھی حرام ہے اصل بات یہ ہے کہ مقدمات فیصل کرنے
میں مدلل و انصاف کی شامہ اسے قدم پھیل جانے کا بہت احتمال ہے اسی طرح غنا میں عشق حقیقی
اور معرفت الہی کی صراطِ مستقیم سے ہٹ کر خواہشاتِ نفسانیہ کی طرف میلان پیدا ہو جانے کا احتمال
نری ہے اسی حضرت امام صاحب اور ان جیسے پاک اور مقدس حضرات اگر کمال تقویٰ و انہما
خوف الہی کی وجہ سے قضا و رغنا سے محتاط رہے تو یہ احتیاط ان نفوسِ قدسیہ کے کمال مقدس
کی دلیل ہے نہ حرمت قضا و رغنا کی (واللہ اعلم)

سَلِّ الْوَحْیَیْفَ وَ سَفِیَانَ الثَّوْرِیَّ رَحِمَہُمَا اللّٰہُ عَنِ الْغِنَاۃِ فَقَالَ لَیْسَ
مِنَ الْکِبَاۃِ لَا مِّنَ الصَّغَاۃِ (تذکرۃ محدثین ص ۸۵)

ابن قیم سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ کا ایک ہمایہ عمر نامی تھا وہ ہر رات کو آلات
کے ساتھ غنا کرتا تھا ایک رات امام صاحب صاحب عشا کی نماز پڑھ کر اپنے گھر تشریف لائے

مصر سے عمامہ اتار کر رکھا اور ستر پر آرام فرما گئے جب کچھ دیر کے بعد عمر کی آواز نہ سنی تو دریافت فرمایا کہ آج ہمسائے کے گانے کی آواز نہیں آتی اس کا کیا سبب ہے معلوم ہوا کہ اس کو باسبب قصور کے جیل خانہ میں قید کر دیا گیا ہے امام صاحب اسی وقت اٹھے عمامہ شریف سر پر رکھا اور سیدھے جیل خانہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں کا حاکم علیے نامی آپ کے خاص معتقدین میں سے تھا آپ کو دیکھتے ہی سر و قد آپ کی تعظیم بجالایا اور رات کو آپ کی تشریف لانے کا سبب پوچھا آپ نے وجہ بیان فرمائی ابیر نے عمر نام والے تمام قیدیوں کو اسی وقت رہا کر دیا امام صاحب نے اس سے فرمایا کہ اسے عمر میں نے تجھ کو قید سے آزاد کرایا عمر نے جواب دیا کہ خباب بے شک آپ نے بے سزائے قید سے رہا کر یا جب دروزوں گھر آتے تو عمر نے امام صاحب کے ادب کی وجہ سے ارادہ کیا کہ آج خانہ کردوں امام صاحب نے فرمایا کہ اے عمر جطرح تو دروز غنا کیا کرتا تھا اسی طرح کج بھی کر اور فرمایا التسنی بغنا ملک تو نے اپنے غنا کے سبب مجھے مانوس کر لیا پس عمر نے غنا کیا اور امام ابو حنیفہ نے سنا۔

مدارج النبوت باب التسنی۔ اس روایت سے خوب اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ حضرت امام صاحب کے نزدیک غنا جائز ہے (رحمۃ اللہ علیہما)

اعتراض : امام شافعی و امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک غنا حرام ہے۔
جواب : امام غزالی اعلیٰ العلوم میں فرماتے ہیں لیکن یتویج الغنا
 فی مذہب الشافعی بل کان فی مذہبہ یباح ضرب البغوف ولو
 کان فیہ حیکل جلیؑ۔ ثابت ہوا کہ شافعی مذہب میں غنا حرام نہیں بلکہ ترجیح
 جانچ بھی کیوں نہ ہو۔

کتاب وجیز اور انوار فقہ میں ہے الغنا والرقص و سماع القصب

والدین وان کان فیہ خیال لیسین بحدارہ اور مجموعۃ الروایات میں
ہے۔ یباح الغناء عند مالک بهذا الدلیل ذکرہ امام الشعرا فی
ستل علی رضی اللہ عنہ عن الغناء قال اعطاه اللہ للمومنین
معراجین الصلوة والسماع الصلوة مکراج القلب والسماع معراج
الروح انتہی۔

بحان اللہ اس عبارت سے مسئلہ سماع کا خوبصورت چہرہ کس قدر بے نقاب ہو گیا اگر اب
بھی غنا کو حرام کہا جائے تو تعصب اور عناد کا کیا علاج! نیز امام مالک کے مذہب میں غنا کا جواز ثابت
قال ابی الوثابہ بن عقیل قد سمع الغناء امام احمد بن حنبل عن ابنہ
صالح کتابہ ^{الفصول} اس کا تقہ یوں ہے کہ ایک دن حضرت صالح بن امام حنبل مکان
کے اندر دروازہ بند کر کے غنا کر رہے تھے ان کے پاس چند حاضرین جمع تھے امام صاحب
تشریف لائے اور دروازہ بند ہونے کی وجہ سے چھت پر چڑھ گئے اور ایک ایسے دیپکے
قرب بیٹھ گئے جہاں آواز سنائی دیتی تھی آپ نے غنا کو سنا اور وجہ میں آگئے جب چھت کی
کوڑکڑاہٹ محسوس ہوئی تو حاضرین دوڑے دیکھا تو امام صاحب بے ہوش پڑے تھے ثابت
ہوا کہ امام احمد بن حنبل کے نزدیک غنا جائز ہوا۔ کتاب شرح کافی میں محمد بن علی شامی منقول
ہے کہ سماع وہ مکروہ ہے جو فاسق یا شہوت لانے والی عورتوں سے سنا جائے جس سے فسق
فجور کی طرف میلان پیدا ہو اور جو سماع صالحین سنتے ہیں وہ بلا خلاف جائز و حلال ہے۔
منرب القصب والدخوف سنت لا خضر الشریعی لا للہو
کتاب بدائع حنفیہ۔

قال الفقہاء منرب الدخوف والقصب سنت للضروریات

۔ رَحْمَتُهُ لَا لِلَّهِ فَلَئِنْ فِيهِ اخْتِلَافُ الْفُقَهَاءِ وَهَكَذَا أَحِبُّهُ

بلا شرط حلال - (مکملہ بحر الرائق و فتاویٰ ابی ایوب)

سوال : آپ کی فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ لا یجوز احبہ الغنا
والنوحہ والملاہی والمزامیر -

جواب : اس عبارت کی شرح میں لکھا ہے اخذ المال من غیر شرط یباح
لہ اکلہ ملازہ ازیں اجرت غلہ کے حرام ہونے سے کہاں لازم آتا ہے کہ غنایم حرام
ہو دیکھو اسی کتاب محیط میں جس کی عبارت معترض نے نقل کی ہے اس منقول عبارت سے
پہلے لکھا ہوا ہے کہ زکوٰۃ پر چڑھانے کی اجرت لینا جائز نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ
زکوٰۃ پر چڑھانا بھی حرام ہے۔

شرح الکان باب الابحارۃ الفاسدہ میں لکھا ہے لا یجوز الاجارات علی
شئ من الغنا والنوحہ واطبل منہما ان کان للہما اما اذا
کان لغيرہ فلا بأس بہ کطبل الغزوات والعروس واما
الاجناس ولا بأس ان یکون لیلۃ العرس فیضرب بہ
لشہر بذالک وکیلن بالنکاح -

رجل استاجر رجل لیضرب لہ طبلان کان للہما
فلا یجوز فان کان للغزو والعروس والقائلۃ یجوز
لانہ طاعتہ (فتاویٰ عبدالحی ص ۱۱۱) ایک شخص نے ایک آدمی کو اجرت پر
یا تاکہ وہ اس کے لئے ڈھول بجائے، اگر یہ ڈھول بجانا اس کے لئے ہے تو ناجائز
ہے اور اگر جہاد و فتادی یا قافلہ کے لئے ہے تو جائز ہے اس لئے کہ وہ طاعت ہے

معلوم ہوا کہ اجرت اس وقت حرام ہوگی جس وقت قبل بیکار ہونے میں گناہ اور معصیت ہو
 لیکن جب معصیت کے بجائے طاعت ہو تو پھر حرمت کی کوئی وجہ نہیں اور ہم نے کئی کتبہ
 اس امر پر تنبیہ کی ہے کہ سماع صرفاً حرام ہو و لعب کے لئے نہیں ہوتی بلکہ اس سے
 خشوع اور خضوع اور رقت قلب پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ غنا موجب عصیان نہ ہوا
 بلکہ باعث طاعت ہوا پس ایسی غنا اور اس کی اجرت درنوں جائز ہیں بخلاف غنا محرم
 کی اجرت کے کہ اس غنا اور اس کی اجرت کے حرام ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں واللہ اعلم
 بحث رابع افعال و اقوال مشائخ عظام رحمہ اللہ علیہم اجمین
اعترافی : تاب حبیب بعد ادی عن سماع الخمار فی الخورمانہ
جواب : حضرت خواجہ ابویوسف سے منقول ہے کہ وہ حضرت امام حسن علیہ السلام
 کی اولاد سے تھے اور غنا بہت کتنے تھے ایک دن ان کی مجلس میں حضرت ابو بکر شبلی جو حضرت
 جنید کے خاص مریدوں سے تھے موجود تھے ایک شخص نے سوال کیا کہ اے خواجہ ابویوسف اگر
 غنا اسرار الہی ہے تو حضرت جنید بغدادی نے کس لئے توبہ کی خواجہ ابویوسف کے جواب
 دینے سے پہلے ابو بکر شبلی نے جواب دیا کہ حضرت جنید صاحب نے اس لئے توبہ نہیں کی
 کہ سماع معصیت تھی بلکہ ان کا یہ حال تھا کہ سماع سن کر اس قدر رعب میں آتے تھے کہ ان
 کے جسم مبارک پر سخت صدمات آتے تھے اس لئے انہوں نے توبہ کی تا بآں ان صدمات کی وجہ
 سے دیگر عبادات میں کچھ تغیر واقع ہو جاتا ہو گا جو توبہ کا موجب ہو اور خیرینۃ الاصلیاء ۲۴۷
 معلوم ہوا کہ حضرت جنید بغدادی کی توبہ اس لئے نہ تھی کہ غنا معصیت پسند سے بھی غنا کی
 ممانعت ثابت نہ ہوئی۔ واللہ اعلم

عبد السلام امام غزالی نے احیاء العلوم میں سماع کے بیان میں جواز سماع پر حضرت

نافع رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی کتبہول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کان بند کر لئے۔
 اور عبد اللہ بن عمر کو حکم دیا کہ توبلجے کی آواز سن اگر باج منع ہوتا تو عبد اللہ بن عمر کو مزار کی آواز
 سے منع فرماتے اور باج بجانے رائے کو بھی منع فرماتے آپ کا دونوں میں سے کسی ایک
 کو منع نہ کرنا بھی دلیل ہے جواز مزار کی رہا یہ امر کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک
 کانوں کو بند کر لیا یہ محض اتقار یا نزول وحی یا اور کئی وجہ سے تھا، جیسا کہ سابق اوراق میں
 ہم بیان کر چکے ہیں۔

حضرت مرزا جان جاناں جو مشائخ کبار نقشبندیہ میں ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ سماع سے رت
 قلب پیدا ہوتی ہے اور رت قلب رحمت باری کو اپنے اندر جذب کرتی ہے جو چیز موجب رحمت
 ہر وہ حرام کیونکر ہو سکتی ہے۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ ص ۲۸۸)

سلطان اویار حضرت شیخ نظام الدین محبوب الہی خلیفہ حضرت شہید محبت بابا صاحب جہانپور
 اپنے اہل مجلس کو ہمیشہ وجد سماع کا وعظ فرمایا کرتے تھے اور قوالوں کو بجا کو خود کھڑے ہو کر سماع
 سنتے تھے اگر کسی کو معتقد سماع کا جلتے با سبب ادب سماع کے کھڑے ہوتے اور اسکی
 تعظیم و توقیر کرتے (سفینۃ الاولیاء ص ۹۸)

حضرت مراد دہشتی دلی ماوراء النہر تھے قطب الاقطاب تھے و حافظ قرآن مجید منہلج العارفین
 سے نقل ہے جب خواجہ مراد صاحب بخارا میں تشریف لائے تو حاسدین علماء بخارا مسئلہ
 سماع میں بحث کر لے کھیلے جمع ہو گئے اور عظیم الشان مجمع ہو گیا مجلس قائم ہونے کے بعد علما
 کی طرف سے سوال ہوا کہ خواجہ صاحب آپ کے پاس غنا سننے کی کیا دلیل ہے خواجہ
 صاحب نے فرمایا میرے پاس جواز غنا کی دلیل میرے پیر سلطان العارفین حضرت ابراہیم ابراہیم
 کی سنت ہے وہ پیر کامل تھے اور غنا سنتے تھے علما نے کہا کہ وہ کامل اکمل تھے اور وہا

میں پرواز کیا کرتے تھے اگر ان کا کمال آپ سے بھی ظاہر ہو تو آپ کے لئے سماع میں کچھ
مفاد نہ نہیں خواجہ مودود چشتی اسی وقت کھڑے ہوئے اور اپنی آستینوں کو سنبھال کر تیر کی طرح تیز
پروازی سے ہوا میں اڑ گئے اور لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے ایک ساعت کے بعد
آپ اُدھر سے واپس آئے لوگوں نے دیکھا حاضرین مجلس دو ہزار کے قریب تھے۔ سب
نے حضرت مدوح کی بیعت اختیار کر لی علمائے دین نے کہا یہ کام تو جادوگر بھی کر سکتے ہیں۔ اگر وہ
پھر کاٹھڑا مجلس میں آکر آپ کی ولایت کی گواہی دے تو یقین ہو، خواجہ صاحب انگشت شہادت کا
اشارہ فرمایا اذ کہا لا الہ الا اللہ اسی وقت دیوار سے نکل کر زمین پر گھٹا ہوا حضرت خواجہ
رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور با آواز بلند کہا لا شئ فی ولا یتک یہ دیکھ کر تمام
ادیار علی حضرت خواجہ صاحب کے مرید ہو گئے اور سماع و غنا کے قائل ہو کر عقیدہ باطلہ
سے تائب ہوئے۔ (دلائل الحمد خزینہ - الاصفیاء ص ۴۹)

ایک روز حضرت خواجہ ابوالاحمد رحمۃ اللہ علیہ سماع سن رہے تھے کہ آپ کی مجلس میں
حضرت ابو محمد بھی تشریف لائے چونکہ بڑے ذوق شوق سے آئے تھے اس لئے سماع
سننے ہی بے ہوش ہو گئے اور سات روز تک مست رہے لیکن جب نماز کا وقت آتا تھا تو
ہوش میں آ جلتے تھے اور نماز پانچ گانہ ادا کرتے تھے آٹھویں روز خواجہ ابوالاحمد نے سماع بند
کر دیا اور خواجہ ابو محمد کے سینے پر ہاتھ رکھ کر جگایا انہوں نے آنکھ کھولتے ہی آسمان کی
طرف دیکھ کر فرمایا اور پڑھو اسی وقت عالم غیب سے ایسی سماع شروع ہوئی کہ تمام حاضرین
یقیناً روز تک مست رہے۔ (کتاب مذکورہ ص ۲۴)

ایک مرتبہ حضرت شیخ ابوالحسن کیساتھ علماء عابدین نے مسد غنا پر مناظرہ شروع
کیا آپ مجلس میں تشریف لائے تو آپ کے ہمراہ جاہل غلام بھی تھا جسکی جہالت کا سب لوگوں

کو علم تھا علم نے سوال کیا آپ نے اس جاہل خادم کی طرف اشارہ فرمایا اور تمام علماء حاضرین کے علوم سلب کر کے خادم کو دیدیے اور اس کو تمام علوم کا عالم بنا دیا کسی عالم سے اس کا جواب نہ بن پڑا، آخر اپنے عقیدہ باطلہ سے توبہ کی اور تمام علماء حضرت ابو احمد کی بیعت میں داخل ہوئے۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے غنا کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ انکارے کھم نہ ایں کارے کھم" یعنی نہ میں انکار کرتا ہوں نہ سکتا ہوں، انکار تو اس لئے فرمایا کہ رسول کریم آپ کے خلفاء راشدین و دیگر صحابہ کرام و تابعین و ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے غنا کو مستحب ہے جیسا کہ نہایت تفصیل سے ہم بیان کر چکے ہیں اور نہ ایں کارے کھم اس لئے فرمایا کہ بوجہ ضوابط اور غنیہ کے یہ طریقہ اس سلسلہ مبارکہ میں نہیں ہے حتیٰ کہ ذکر جہر تک نہیں کیا جاتا اور مشائخ نقشبندیہ کا یہ معمول نہیں اس انکار کی وجہ مصیبت نہیں جیسا کہ کھم فہم لوگوں نے سمجھ رکھا ہے (مکتوبات نقشبند)

خلاصہ الکلام

عبارات فقہائے نکھا جا چکے کہ ضروریات شرعیہ کے لئے غنا اور آلات غنا کا استعمال جائز ہے اور لہو و لعب کے لئے ناجائز ہے اب یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ضروریات شرعیہ کون کون سی باتیں ہیں اور لہو و لعب کیا چیزیں ہیں تاکہ علت و حرمت کا فرق بین ہو جائے۔ رتب قلب۔ نکاح۔ برائت۔ ولیمہ بختہ۔ عرس۔ جہاد۔ قدم مسافر۔ عیدین۔ اعلان شاہی۔ اعلان صوم۔ قطع نفل۔ وقت حدی۔ قطع سفر۔ تسکین طفل۔ گھوڑ دوڑ۔ وقت تولد۔ وقت کشتی وغیرہ اس سے مندرجہ ذیل یاد فرمائیے۔

ہو لعب جیسے آوازرقاصہ کی یا عورتوں کے حسن و جمال کی تعریف۔ کلام مخش مدح فناء
و عیب ہامنے خدا فائدے الواہیت۔

پس غنا صوفیہ میں چونکہ رقت قلب اور عشق الہی و معرفت باری کی صفات حسنہ پائی
جاتی ہیں اس لئے وہ قطعاً حلال و جائز اور اس کے علاوہ جن گناہوں میں صفات ہو
تغافل طاعات اللہ پایا جائے، وہ سب ناجائز و حرام، رہی تحقیق آلات غنا کی
تو وہ ہم نے بیان میں واضح کر چکے ہیں اور ثابت کر دیا ہے کہ معازت مزار میں
دفن داخل ہے اس لئے کہ وہ بھی ایک آلہ ہو ہے اور دفن کا بجانا جائز، لہذا
معازت مزار پر مطلقاً حرام نہیں بخیر ورنہ دفن بھی حرام ہوگا اور یہ باطل ہے۔

آئمہ اربعہ سے معازت مزار اور دفن کے درمیان کوئی فرق منقول نہیں اور ائمہ نے لغت
بھی دفن معازت مزار میں داخل ہے جیسا کہ بحوالہ کتب ہم نے ثابت کر دیا لہذا تحویلاً صلیہ آلات
غنا اس میں شامل ہوتے اور اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں پائی گئی پس جائز ہونی اصل غنا
مزار پر کے ساتھ۔ البتہ حرام ہوگی عوارضات کی وجہ سے جن کا بیان اوپر گزرا اور سنا غنا کو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے خلفاء راشدین نے صحابہ کبار تابعین آئمہ اربعین رضوان
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، آئمہ اثنا عشر نے چار سو چالیس مشائخ کبار نے دو ہزار اولیاء اللہ نے
ایک سو بیس فقہانے ایک ہزار علمائے اور لاکھوں کی تعداد میں عامۃ المؤمنین نے جیسا کہ ابن
ہمام مکی اپنی تصنیف جواز سماع میں نقل کی ہے۔ نیز احادیث صحاح ستہ سے بھی ہم نے سماع
کو ثابت کر دیا چاروں اماموں کے مذہب سے قولاً و فعلاً غنا ثابت ہوئی اب اللہ کی پوری
طرح محبت قائم ہو گئی اور اس کے بعد جو کوئی انکار کرے گا جواز سماع کا اس کا قول مردود ہوگا
اور کہ تفصیل بیان کرنے کے بعد غالباً کسی انصاف پسند منصف مزار کے دل میں جواز

غنا کے متعلق کوئی شک و شبہ نہ رہا ہوگا اور اگر خدا نخواستہ اب بھی کوئی شک باقی ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد صدقِ دل سے دعا کریں اور بارگاہِ حق کی طرف پوری طرح بھروسہ کر کے صراطِ مستقیم کے منکشف ہونے کی التجا کریں سورۃ فاتحہ بہت خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھا کریں اور اہل اللہ کی صحبت اختیار کریں کہ ان نفوسِ قدسیہ کے پاس مقوری و یر بھینا برسوں کی عبادت سے افضل ہے اہل معرفت کی صحبت و برکت سے انشاء اللہ العزیز شیطانی وسوسے سے نجات حاصل ہوگی۔

ولنعم ما قیل اے نقائے توجواب ہر سوال

شکل از تو عمل شود بے قیل و قال

اگر شقاوتِ اذلیہ کی وجہ سے اہل دل کی صحبت بھی مؤثر نہ ہو تو کم از کم اتنا ضرور کریں کہ صوفیاء کرام پر زبانِ طعن کھولنے سے باز رہیں اور اس سکین گروہ کو برا بھلا کہہ کر اپنے اوپر غضبِ الہی کو حلال نہ کریں اہل اسرار کے اسرارِ مخفیہ کا ہر شخص کی سمجھ میں آجانا ضروری نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ جو قرآن مجید میں مذکور ہے غور سے سمجھ کر پڑھا کریں اور دیکھیں کہ باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اولو العزم رسول تھے اور کلیم اللہ تھے مگر حضرت خضر علیہ السلام جن کی شان میں علمناہ من لدنا علما نازل ہوا ہے اسرارِ مخفیہ سے قاصر ہے

اور مرتبہ اعترافِ قصور فرمایا حالانکہ خضر علیہ السلام کی نبوت میں بھی اختلاف ہے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کے رازدوں کا سمجھنا انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ کے لئے بھی مشکل ہے چہ جائیکہ جہنم استنجا کرنے تک کی قیصر نہ ہو وہ اہل اللہ کی شان میں گستاخیاں کریں بخود بال اللہ من ذالکم البتہ دنیا میں جہاں حقیقاً اہل معرفت ہیں وہاں جھوٹے مکار مستحقین بھی پائے جاتے ہیں لیکن بلا دلیل شرعی کسی کو مکار کہنا اور تیر ملامت کا ہدف بنانا کیونکر جائز ہو سکتا ہے اس لئے آخرت

سے غائب ہو کر اہل تصوف کی شان میں بے ادبی سے بچنا چاہیے، اس کے بعد یہ عرض کروں گا کہ میں جن حضرات کے لئے غنا کو جائز لکھا ہے وہ وہی ہیں جو صحیح معنی میں اس کے اہل ہوں اور وہ غنا اپنے اوصاف میں حقیقی ہو، لعب اور معصیت سے پاک ہو پس عوام الناس کیلئے میں سماع کو ہر گرجا تو نہیں کہتا ہاں جس کا شیخ کامل اس کو سماع کی اجازت دے دے اس کے لئے بھی جائز ہے اس لئے کہ مرشد کامل اپنے مرید کے قلب پر مقرر ہو رہے اب میں اپنے رب کریم غفور الرحیم جل جلالہ کی بارگاہ اقدس میں بعد عجز و نیاز التجا کرتا ہوں کہ اے اللہ جل جلالہ آپ میری اس ناچیز خدمت کو اپنی ذات کریمہ کے لئے خالص کر دے اور میری نجات کا ذریعہ بنائے۔ اگر اس کتاب کے لکھنے سے میرے دل میں کچھ نقص پیدا ہوا ہو تو اس کو اپنی رحمت و مغفرت کے صدقہ میں معاف فرمائے اور اس مختصر کو نافع خلاقی کر دے۔ آمین ثم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام
علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وعلماہ
آئمۃ واولیاء ملتہ ولہداتہ طریقیہ اجمعین

خاک پستہ علماء وگردوارہ صوفیاء المحقیر الفقیر السید احمد سعید
الکاشمی الامر وروی عفی اللہ عنہ ذنبہ الجلی والحقفی المقیم ببلد قلعان
بجارتہ قدیر آباد - یکم رجب المرجب ۱۳۵۵ھ

کتابت اہی حکیم اقبال حسن خان نظامی و بہمد یکت جاوید

عرض حال

بزرگانی قوم و برادران ملت کی خدمات میں التماس ہے کہ اس تالیف سے میری غرض بجز اظہار حق کے اور کچھ نہیں نہ میں کسی کے ساتھ آمادہ جدال میں نہ ہر پیکار، مسئلہ غنا کے متعلق جو کچھ میری تحقیق تھی اسے حسبہ اللہ بغرض افادہ عام حوالہ قلم کر چکا ہوں اگر کسی صاحب کو میرے خیالات کے ساتھ اختلاف ہو تو وہ قبل اس کے کہ میرے جواب میں نوک قلم کو جنبش دیں اپنے تمام اعتراضات اور جملہ شکوک و شبہات سے مجھے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں اگر وہ خیالات حقیقت پر مبنی ہوتے تو میں نہایت حق پسندی کے ساتھ رجوع کر لوں گا اور کبھی تعصب یا نفسانیت سے کام نہ لوں گا اور اگر فریق ثانی کو میرے بیان میں حقانیت و صداقت کا رنگ معلوم ہو تو خواجہ کید شیطانی کی اتباع نہ کریں۔ اور خوفِ الہی کو دل میں جگہ دے کر حق و صدق قبول کرنے سے دریغ نہ فرمائیں۔ مجاہدہ و محامہ موجب بغض و عناد و باعث فتنہ و فساد ہے۔

اللہمَّ انا نعوذ بك من شرور الفسنا ومن سيئات اعمالنا
فقط والسلام

فقیر سید احمد سعید النظمی الامر وہوی عفی عنہ (عنان شریف)

ہماری خدمات حاضر ہیں

کتاب ہذا

اور دیگر علما اہلسنت کی تصانیف ملنے کے ہتہ جات

—:0:—

مرکز نظامیاء ملتان

شیخ نظامی انوار العلوم ملتان

کتاب خانہ حاجی مشتاق احمد
اندرون اوہڑ گیٹ ملتان

شعبہ تبلیغ

مرکزی انجمن غلامانِ مظلوم ملتان